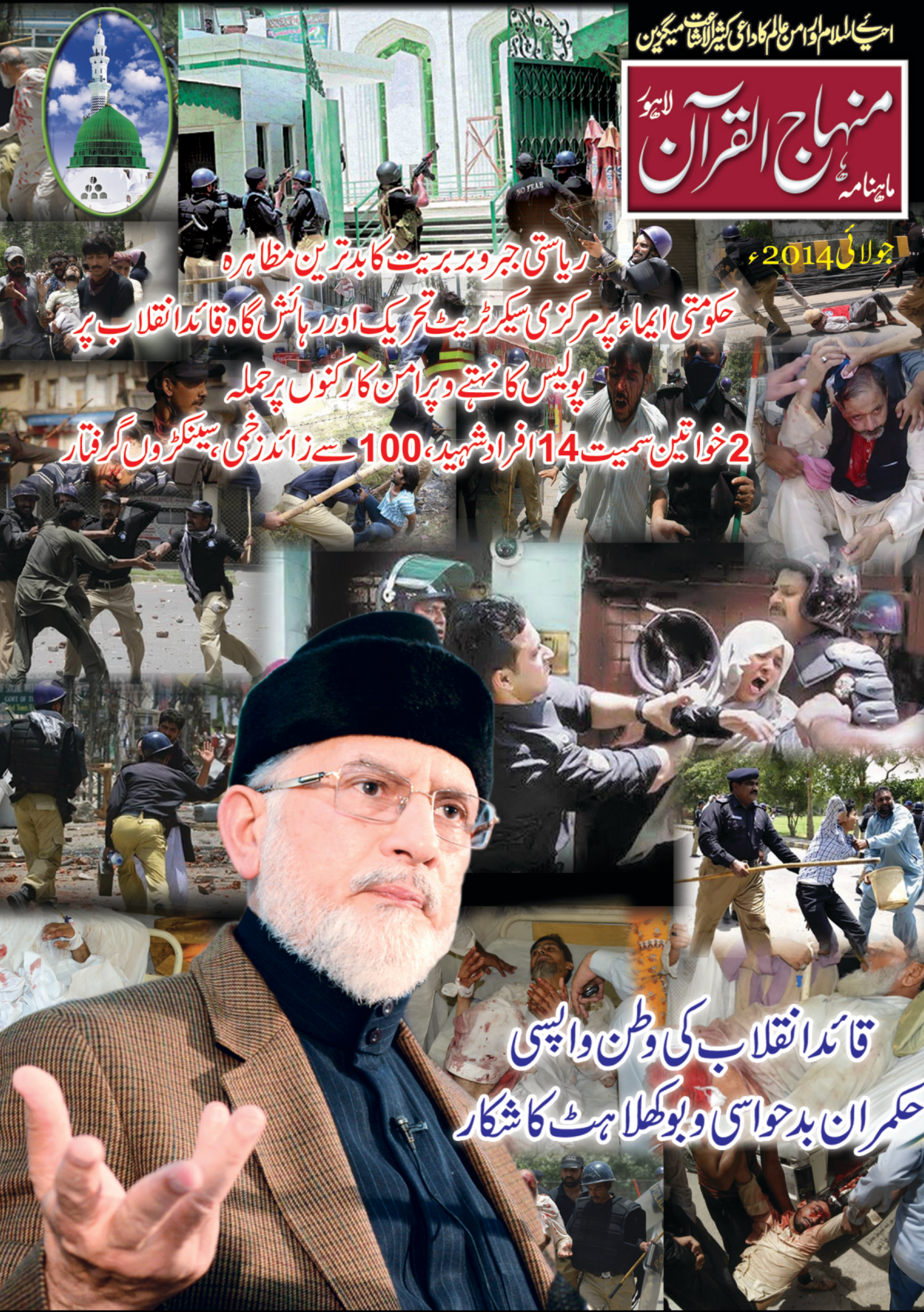
احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین
ماہنامہ
منہاج القرآن
لاہور
جولائی 2014ء
ریاستی جبر و بربریت کا بدترین مظاہرہ
حکومتی ایماء پر مرکزی سیکرٹریٹ تحریک اور رہائش گاہ قائد انقلاب پر
پولیس کا نہتے و پرامن کارکنوں پر حملہ
2 خواتین سمیت 14 افراد شہید، 100 سے زائد زخمی، سینکڑوں گرفتار
قائد انقلاب کی وطن واپسی
حکمران بدحواسی و بوکھلاہٹ کا شکار

خونِ دِل دے کے نکھاریں گے رخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

شہیدۂ انقلاب تنزیلہ امجد

شہیدۂ انقلاب شازیہ مرتضیٰ

شہیدِ انقلاب غلام رسول

شہیدِ انقلاب محمد عاصم حسین

شہیدِ انقلاب حکیم صفدر حسین

شہیدِ انقلاب محمد عمر صدیق

شہیدِ انقلاب محمد اقبال

شہیدِ انقلاب رضوان خان

شہیدِ انقلاب خاور رانجھا

شہیدِ انقلاب شہباز مصطفوی

شہدائے اِنقلاب کی قربانیوں کو کارکنانِ انقلاب سلام پیش کرتے ہیں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

جلد 28 شمارہ 6 / رمضان ۱۴۳۵ھ / جولائی 2014ء

www.facebook.com/minhajulquran
www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد طاہر معین

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور
شیخ زاہد فیاض، جی ایم ملک، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام، راضیہ نوید

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
معاون طباعت: محمد زاہد
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

حسن ترتیب

اداریہ۔ ہمارا احتجاج	چیف ایڈیٹر	4
(القرآن)۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	6
رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	16
(الفقہ)۔ آپ کے مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	22
قائد انقلاب کی وطن واپسی پر حکومتی وریاستی جبر وبربریت کا مظاہرہ	خصوصی رپورٹ	25
پرسکون زندگی کا اہم راز	شفاقت علی شیخ	33
قائد انقلاب کا دس نکاتی انقلابی پروگرام۔ ملکی سطح پر غیر معمولی پذیرائی		39
ملک گیر ورکرز کنونشن	رپورٹ	44
ہدایات عوامی انقلاب کونسلز		48
IDP's کی بحالی اور ہر ممکنہ امداد کیلئے اجتماعی اعتکاف کی منسوخی		53
معمولات رمضان المبارک		54
ورلڈ اکنامک فورم 2014ء۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی شرکت		55

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ
اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان
ترسیل زر کا پتہ
فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

خدایا رحم فرما سیّدِ کونین کا صدقہ
ہماری جھولیاں بھر سیّدِ دارین کا صدقہ
عطا ہو سائلوں کو بارگاہِ پاک سے کچھ تو
رفیقِ غار یعنی ثانی اثنین کا صدقہ
جلالت بخش دے فاروق اعظم کے وسیلے سے
سخاوت کر عطا عثمانِ ذوالنورین کا صدقہ
علومِ حیدرِ کرّار سے حصہ ملے ہم کو
علی کے نام سے پہلے ہے جو اُس عین کا صدقہ
کروں خدمت میں تیرے دین کی دن رات یا مولا
یہ ہمت دے رسولؐ اللہ کی نعلین کا صدقہ
بفیض سیّدہ زہرا حیا و شرم دے ہم کو
حمیت ہو عطا اس قوم کو حسنین کا صدقہ
مرا سینہ بھی نورِ حکمت و عرفان سے بھر دے
الٰہی اہلِ بیتِ مصطفیٰ سبطین کا صدقہ
بچا راہِ صفا کی مشکلوں سے اور خطروں سے
الٰہی غوثِ اعظم سیّدِ ثقلین کا صدقہ
بفیض نقشبنداں نقشبندیت پہ رکھ قائم
مرے ہادی و مرشد اور نورِ عین کا صدقہ
رہے شہزاؔد کی نسبت سدا شیخ مجدد سے
الٰہی مطمئن دل کے سکون و چین کا صدقہ

(شہزاد مجددی)

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روزِ اول سے ثنا گو ہے سحر کی روشنی
ہر جگہ دیکھی گئی خیرالبشرؐ کی روشنی
خلد کے دلکش مناظر، دلنشیں اپنی جگہ
میری آنکھوں میں رہی طیبہ نگر کی روشنی
شہرِ طیبہ کو خدا نے خود مصوّر ہے کیا
کیا کرے گی، ہمنشیں! میرے ہنر کی روشنی
پھر قفس میں مجھ سے اڑنے کی جبلت چھن گئی
وہؐ عطا مجھ کو کریں گے بال و پر کی روشنی
یا نبیؐ، مجھ کو طلب فرمایئے بارِ دگر
دامنِ دل کھینچتی ہے رہگذر کی روشنی
ہر کتابِ عشق کا ہر لفظ کرتا ہے سلام
اُنؐ کی باندی ہے کلامِ معتبر کی روشنی
آنکھ جھپکے زائرِ طیبہ یہ ممکن ہی نہیں
کس قدر ہے خوبصورت بام و در کی روشنی
عمر بھر رکھتی رہی گھر کی منڈیروں پر چراغ
خلدِ طیبہ میں قیامِ مختصر کی روشنی
احتراماً جھک کے چوما تھا درِ سرکارؐ کو
پھول لکھتی ہی رہی قلب و نظر کی روشنی
ایک دن سرکارؐ کی انگلی اٹھی تھی اس طرف
آج بھی ہے رقص میں پورے قمر کی روشنی
خاکِ طیبہ کا کوئی نعم البدل ممکن نہیں
دم بخود ہے اس لئے ہر شیشہ گر کی روشنی
پھر مقدر وجد کے عالم میں ہے رہنے لگا
خواب میں دیکھی ہے میں نے نامہ بر کی روشنی
یہ مدینہ ہے مدینہ ہے مدینہ ہے ریاضؔ
رقص میں رہتی ہے میری چشمِ تر کی روشنی

(ریاض حسین چودھری)

اداریہ: ہمارا احتجاج

حکومت وقت اور وہ تمام مذہبی و سیاسی قوتیں جن کے مفادات قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے انقلابی ایجنڈے کی وجہ سے خطرے میں ہیں ان کی طرف سے تحریک اور قائد تحریک پر کیچڑ اچھالنے کے ساتھ ساتھ اعتراضات کے ذریعے عوام الناس کو بھی گمراہ کیا جارہا ہے۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ان ادارتی صفحات میں احتجاج کی ضرورت واضح کی جائے اور ان سوالات کے مدلل جوابات قارئین تک پہنچائے جائیں۔ ذیل میں ہم قائد انقلاب کی گفتگو کا خلاصہ درج کررہے ہیں جو آپ نے الیکٹرانک میڈیا پر دیئے گئے متعدد انٹرویوز میں بیان فرمایا:

اِنقلاب دشمن طاقتیں ہم پر یہ اعتراض وارد کررہی ہیں کہ ہم جمہوریت کو derail کررہے ہیں۔ ہم اس اعتراض کو کلیتًا رد کرتے ہیں۔ ہم کسی جمہوریت کو derail نہیں کررہے بلکہ ہمارا نقطہ نظر بالکل عیاں اور واضح ہے کہ اس ملک میں جمہوریت نام کی کسی شے کا وجود ہی نہیں ہے۔ اِنقلاب کے ذریعے ہم کسی بھی نظام کو ختم نہیں کررہے کیونکہ اس ملک میں نظام نام کی کوئی شے نہیں پائی جاتی۔ جو لوگ جمہوریت کے غم میں پریشان ہورہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ

☆ جمہوریت تو اُس نظام کو کہتے ہیں جس میں good governance ہو، شفافیت ہو اور اداروں میں خود احتسابی ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کرپشن کے خلاف اور اُس کے خاتمے کے لیے سیاسی، انتظامی، قانونی اور اداراتی اِقدامات کیے جاتے ہوں۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کرپشن کو قانونی طور پر ختم کیا جاتا ہو اور کرپٹ لوگوں کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں لوگوں کے ووٹ کا تقدس ہو اور ان کے مینڈیٹ کی حفاظت کی جاتی ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں پورا انتخابی سسٹم آزادانہ، منصفانہ اور دیانت دارانہ ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں تمام طبقات کو برابر نمائندگی کا حق میسر آئے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں قانون سازی کے ذریعے اداروں کو مضبوط کیا جائے اور ایک خود کار نظام وضع کیا جائے جو احتساب بھی کرے اور ہر شخص کو انصاف بھی فراہم کرے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کروڑوں عوام کے طبقات میں پائی جانے والی عدمِ مساوات ختم کرکے غربت کا خاتمہ کیا جائے۔

☆ جمہوریت اور نظام اُسے کہتے ہیں جس میں ہر غریب کے منہ میں لقمہ جائے، اُسے گھر ملے، اِنصاف ملے اور علاج معالجہ کی بنیادی سہولیات میسر آئیں۔ حرام خوری اور کرپشن پر مک مکا کو جمہوریت اور نظام نہیں کہتے۔

اُس نظام کو ہرگز جمہوریت نہیں کہتے جس میں کروڑوں لوگ کھانے کے لیے ترسیں؛ ان کے پاس رہنے کے

لیے اپنا گھر نہ ہو، بچوں کو تعلیم کے مواقع میسر نہ ہوں، ان کے پاس روزگار نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو بھیڑ بکریوں سے بھی بدتر اور کمزور جانور سمجھتے ہوں۔ ایسی سوسائٹی میں کبھی جمہوریت نام کی شے نہیں پنپ سکتی۔ لہٰذا جمہوریت کے لیے ہمیں کلچر اور نظام تبدیل کرنا ہوگا۔

☆ دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ یہ اِنقلابی تحریک کیوں بپا کی گئی ہے؟ تبدیلی پارلیمنٹ کے ذریعے کیوں نہیں لائی جاسکتی؟ ملک میں رائج پارلیمانی، جمہوری یا اِنتخابی نظام کے ذریعے ہم کیوں تبدیلی نہیں لاتے؟ ہر چند کہ اِنقلاب کی یہ تحریک اَصل جمہوریت کے اِحیاء و نفاذ کے لیے ہے، تاہم اِس کے اَسباب سے آگاہی ضروری ہے۔

☆ اِس پارلیمنٹ اور نظام کے ذریعے تبدیلی ممکن ہی نہیں کیونکہ اِس کی تشکیل آئین کے آرٹیکل 213 کے سیکشن 2a کی خلاف ورزی میں ہوئی ہے۔ یہ پارلیمنٹ آئین کے آرٹیکل 218 کے خلاف وجود میں آئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 218 کا سیکشن 3 بیان کرتا ہے کہ الیکشن کمیشن پر یہ فرض ہے کہ وہ پورے الیکشن کے نظام کو کلیتاً دیانت داری، امانت داری، اِنصاف اور قانون کے مطابق کرے اور ہر قسم کی کرپشن کا خاتمہ کرے۔ لہٰذا دھاندلی پر قائم ہونے والی اِس پارلیمنٹ سے خیر کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ موجودہ حکومت اور یہ نظام خلافِ آئین ہے۔ لہٰذا آئینِ پاکستان کی رُو سے اِس حکومت اور نظام کا خاتمہ واجب ہو چکا ہے۔

☆ آئین کے آرٹیکل نمبر 62 اور 63 میں واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ کوئی قرض خور پارلیمنٹ کا ممبر بن سکتا ہے نہ کوئی ٹیکس چور۔ جب کہ نصف پارلیمنٹ قرض خوروں اور ٹیکس چوروں سے بھری پڑی ہے۔ اِس میں کرپٹ لوگوں کا راج ہے۔ اِس پارلیمنٹ کا وجود میں آنا صریحاً آئینِ پاکستان کے خلاف بغاوت ہے۔ لہٰذا جو پارلیمنٹ آئین توڑ کر بنی ہو اُسے کبھی پارلیمنٹ نہیں کہتے اور نہ اسے جمہوریت کہتے ہیں۔

☆ آرٹیکل نمبر 3 کی رُو سے ریاست کی ذمہ داری ہوگی کہ ہر قسم کی exploitation ختم کرے تاکہ ہر شخص کو اُس کی صلاحیت، تعلیم اور قابلیت کے مطابق روزگار میسر ہو اور ہر شخص کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے۔ یہاں ایک سوال ہے کہ آئین کے آرٹیکل 3 اور 4 جو شرائط عائد کرتے ہیں کہ ریاست کی فلاں فلاں ذمہ داریاں ہیں، کیا ان آرٹیکلز پر عمل درآمد ہو رہا ہے؟ ہر شخص کہے گا: 'نہیں'۔

☆ آئین کا آرٹیکل 9 کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کی جان کی حفاظت کی جائے گی۔ 16 اپریل 2014ء کو ساؤتھ کوریا میں ایک جہاز کے ڈوبنے سے تین سو جانیں تلف ہوئیں جس پر وزیراعظم نے اِستعفیٰ دے دیا۔ اسے نظام اور جمہوریت کہتے ہیں جب کہ اِس ملک میں پچاس ہزار جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ کس نے اِستعفیٰ دیا ہے؟ جب ریاست لوگوں کے جان و مال کی حفاظت نہیں کرسکتی تو اسے اقتدار میں رہنے کا بھی کوئی حق نہیں۔

(بقیہ: صفحہ 50 پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ: اداریہ)

☆ آئین کے آرٹیکل 11 کی کلاز 3 کے تحت 14 سال سے کم عمر کے بچے کو فیکٹری میں کوئی job کرنے کی اجازت نہیں۔ اِس کے برعکس پاکستان کے حالات دیکھیے۔ جولائی 2012ء اور جنوری 2014ء میں UN کی طرف سے جاری کردہ رپورٹس میں declare کیا گیا ہے کہ پاکستان میں ایک کروڑ سے زائد بچے پڑھائی کی بجائے مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کیا اِن نام نہاد جمہوری حکومتوں یا عوام کے جھوٹے نمائندوں نے ایسی کوئی پالیسی بنائی؟ کیا اِس ایک سال میں کوئی قدم اٹھایا گیا جس سے ایک کروڑ سے زائد اُن بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاسکے جو 14 سال سے کم عمر ہیں اور مزدوری کرنے پر مجبور ہیں؟ یہ آئین کے آرٹیکل 11 کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

☆ آرٹیکل 25A کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت تعلیم فراہم کرے۔ انتہائی افسوس ناک اَمر ہے کہ UN کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق سب سے کم تعلیم یافتہ دس ممالک میں پاکستان کا دوسرا نمبر ہے، جب کہ اتھیوپیا اور کینیا جیسے ممالک پاکستان سے بہتر حالت میں ہیں۔

☆ آرٹیکل نمبر 37 میں کہا گیا ہے کہ ایسے انتظامات کیے جائیں گے کہ ہر شخص کو special care ملے اور تعلیم و معیشت میں پسماندہ علاقے کے لوگوں کو ترقی ملے۔ لیکن افسوس کہ 65 سال میں پسماندگی جوں کی توں ہے اور اس کا خاتمہ کسی کی ترجیحات میں ہی نہیں ہے۔

☆ آرٹیکل 37 کی کلاز d میں ہے کہ سستا اور فوری انصاف ہوگا۔ یہاں غریب آدمی لاکھوں روپے کی فیس کے بغیر عدالتوں میں انصاف کے لیے نہیں جاسکتا۔ اِنصاف کی فراہمی میں تاخیر ہی جرائم کی اَفزائش کا سبب بنتی ہے۔ موجودہ حکومت کے پہلے سال میں صرف پنجاب میں 2,576 عورتوں کے ساتھ درندگی اور سفاکی کرنے کے کیس رجسٹر ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہر تین گھنٹے میں ایک عورت کی عزت لوٹی جارہی ہے۔ ہر چند گھنٹوں میں کئی لوگ قتل ہورہے ہیں۔ ملک میں ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی اور بم دھماکے ہورہے ہیں جب کہ حکمران صرف لوٹ مار میں مصروف ہیں۔

☆ آرٹیکل 37 کی کلاز e کہتی ہے کہ ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ بچوں اور عورتوں سے ایسے پیشوں میں کام نہیں لیا جائے گا جو ان کی عمر اور جنس کے خلاف ہوں۔

یہ شقیں 1973ء کے آئین میں رکھی گئی تھیں، آج 42 سال گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی دونوں نے تین تین بار ملک میں حکومت کی ہے؛ لیکن آئین کی یہ شقیں جو عوام کے روزگار اور بچوں کی تعلیم کو واجب کرتی ہیں، جو بچوں کو مجبوراً روزگار کے لیے مزدوری سے روکتی ہیں، ان تمام شقوں کو پامال کیا جاتا رہا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو آئین کے مطابق اِقتدار پر بیٹھنے اور اپنے ڈھونگ کو نظام کا نام دینے کا حق ہے؟

☆ آئینِ پاکستان کہتا ہے کہ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنایا جائے اور مساوی طریقے سے وسائل تقسیم کیے جائیں۔

جب کہ یہاں مائیں اپنے بچوں سمیت خودکشیاں کر رہی ہیں، بیٹیوں کی عزت بیچ کر گھر کے خرچ چل رہے ہیں۔ گردے اور انسانی اعضا بیچے جا رہے ہیں۔ کم وسائل والا شخص اپنا گھر چلانے کے لیے حرام کمانے پر مجبور ہے۔

☆ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 38 کی کلاز a میں ہے کہ دولت اور وسائل کے ارتکاز کو ختم کیا جائے گا اور انہیں عوام کے اندر منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

آپ ایک طرف حکمرانوں کے محل دیکھیں اور ان کے پڑوس میں اصل پاکستانیوں کی جھگیاں بھی دیکھ لیں۔ ایک طرف وڈیروں، جاگیرداروں اور استحصالی طبقات کی رہائشوں کے معیارات دیکھ لیں اور دوسری طرف زیریں پنجاب، اندرون سندھ، اندرون بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں غربت اور محرومی کی آگ میں جلنے والے پنجابیوں، سندھیوں، بلوچوں اور پختونوں کا حال بھی دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

☆ پھر آرٹیکل 38 کی کلاز d کہتی ہے کہ پانچ چیزیں عوام کو مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس پر واجب ہے کہ جو شہری وسائل نہیں رکھتے انہیں روٹی، کپڑا، مکان، اور تعلیم و علاج کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

کیا ہر شخص کو روزگار مل رہا ہے؟ کیا ہر شخص کو تعلیم مل رہی ہے؟ کیا ہر شخص کو عزت کے ساتھ علاج کی سہولیات مل رہی ہیں؟ کیا ہر شخص کو انصاف مل رہا ہے؟ کیا ہر ایک کو گھر مل چکا ہے؟ کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔

آپ پچھلی حکومت کے پانچ سالہ دور کا بھی جائزہ لیں اور موجودہ حکومت کے گیارہ مہینے بھی دیکھیں تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ حکمرانوں کی ساری توجہ پوری دنیا میں اپنی business empires پر مرکوز ہے اور بیس کروڑ عوام ان کے کسی ایجنڈے میں جگہ ہی نہیں رکھتے۔

☆ پھر آرٹیکل 38 کی کلاز e میں ہے کہ غیر منصفانہ تقسیم کے باعث لوگوں کے معیارِ زندگی میں پیدا ہونے والے بہت زیادہ فرق کو ختم کیا جائے گا۔

اے پاکستانی قوم! ہم اِس پورے نظام کے خلاف آئینی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 9 سے لے کر 40 تک کل 32 آرٹیکلز ہیں جو پاکستان کے بیس کروڑ عوام کو حقوق دیتے ہیں۔ ہمارا احتجاج یہ ہے کہ ان 32 آرٹیکلز میں سے ایک بھی نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارا اِحتجاج یہ ہے کہ جمہوریت، وسائل، اِقتدار، طاقت اور خوش حالی کو صرف چند خاندانوں تک محدود رکھا گیا ہے اور اسے نیچے ضلعوں، تحصیلوں، یونین کونسلوں اور قصبوں کی سطح پر نہیں لے جایا گیا۔ لوگوں کے گھروں تک آسودگی و خوش حالی نہیں پہنچائی گئی۔ ہمارا اِحتجاج یہ ہے کہ عملاً آئین کو معطل کر کے اِن سارے اُصولوں کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ یہ حکومت اور نظام، آئین کی صریح خلاف ورزی پر قائم ہے۔ جو سیاسی جماعتیں اور کارکنان ابھی تک اِس پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ سمجھتے ہیں اور اِن حکومتوں کو آئینی و جمہوری سمجھتے ہیں، میری اِن گزارشات کے بعد اُنہیں حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے۔

اے عوامِ پاکستان! اِنقلاب تنہا ڈاکٹر طاہر القادری اور اس کی پارٹی نہیں لائے گی۔ آپ سب لوگ اپنے حقوق کے لئے باہر نکل آئیں۔ یہ خون خوار لوگ کبھی آپ کی بیٹیوں کے سروں پر دوپٹے نہیں دیں گے۔ کبھی غربت میں جلتے ہوؤں کو سکھ نہیں دیں گے۔ آپ کے تعلیم یافتہ بچوں اور جوانوں کو روزگار نہیں دیں گے۔ آپ کو شریکِ اِقتدار نہیں کریں گے۔ آپ کے گھر کی دہلیز تک انصاف نہیں پہنچائیں گے۔ اِس ملک میں حقیقی جمہوریت کے راج اور پُراَمن عوامی اِنقلاب کے لیے آپ کو خود اٹھنا ہوگا۔ حقیقی تبدیلی کا وقت قریب ہے، تاریک رات ختم ہونے والی ہے اور صبحِ اِنقلاب کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ اٹھو! آگے بڑھتے چلو تا کہ اِنقلاب کا سویرا آپ کی کوششوں سے جلد طلوع ہو۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ! وہ دن دور نہیں جب ہر مرجھائے ہوئے چہرے پر رونق اور مسکراہٹ ہوگی۔ سوکھی ہوئی آنکھوں میں پھر چمک دمک ہوگی۔ مایوس لوگوں کو پھر اپنی زندگی میں نور نظر آئے گا، تاریک گھروں میں پھر روشنی ہوگی اور پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ کسی طالع آزما کو اَفواجِ پاکستان کو کمزور کرنے کی سازش نہ کرنے دی جائے گی، کسی طالع آزما کو عدلیہ پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، کسی طالع آزما کو پاکستان کے قومی اِدارے اپنے ہاتھ میں رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ہم اِن لٹیروں کو جیلوں میں بند کر دیں گے اور پائی پائی کا حساب لے کر اِس قوم کو واپس لوٹائیں گے۔

ان شاء اللہ ایک کروڑ نمازیوں کے ساتھ غریبوں کا مقدر بدل کر اور وقت کے اِن فرعونوں کو اَنجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ہم جمہوریت، آئین، عدل و انصاف اور اسلامی اقدار کی بحالی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس جنگ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل ہوگی اور فتح بالآخر صرف عوام اور پاکستان کی ہوگی۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

محترم ڈاکٹر محمد شریف سیالوی کا سانحہ ارتحال

گذشتہ ماہ طویل علالت کے بعد ملک کے معروف دینی سکالر، ماہرتعلیم، پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی ملتان میں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔ انہوں نے ملکی جامعات سے اعلیٰ تعلیم کے بعد بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں طویل عرصہ تک خدمات سرانجام دیں اور صدر شعبہ کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔

وہ دیگر جامعات کے علاوہ منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ کی نصاب ساز کمیٹی اور بورڈ آف سٹڈی کے ممبر بھی رہے۔ انہوں نے ہر موقع پر تحریک کی غیر مشروط حمایت اور قائد محترم سے عملاً تعاون کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین کو اس غیر معمولی نقصان پر صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

القرآن:

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر

خصوصیات اور شرائط

خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ☆

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ.

(آل عمران، ۳:۱۱۰)

''تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے آخر زمانوں میں آنے والے فتنوں کو بڑی وضاحت کے ساتھ مختلف مواقع پر بیان فرمایا۔ ہم بڑی شرح و بسط کے ساتھ ان کو بیان کرچکے (شائع شدہ مجلّہ ماہ اپریل ومئی 2014ء علاماتِ فتن اور موجودہ حالات) اب ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ امت ان فتنوں کے نقصانات کا تدارک کس طرح کرسکتی ہے؟ انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی زندگی میں اگر ہم ان تباہ کن اور ہلاکت انگیز فتنوں اور ان فتنوں کے شر انگیز خطرات سے اپنے آپ کو بچانا چاہیں اور اللہ رب العزت کے عذاب سے نجات پانا چاہیں تو کیا تدبیر اختیار کرنا ضروری ہے؟ وہ کونسا راستہ ہے جو اس امت کو عذاب الٰہی سے بچا سکتا ہے؟ اور اس امت کو فتنوں کے ہلاکت انگیز خطرات سے محفوظ رکھ سکتا ہے؟

اللہ رب العزت اور حضور نبی اکرم ﷺ نے اس راستہ کو بھی واضح فرما دیا کہ نجات کا وہ راستہ امر بالمعروف و نہی المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں پوشیدہ ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں امت مسلمہ کو بہترین امت اور عالم انسانیت کا سب سے بہتر طبقہ قرار دینے کا سبب قرآن مجید نے تین چیزوں کو بطور خاص بیان کیا:

۱. تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۲. وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

۳. وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ

قرآن مجید کے امت مسلمہ کو ''خیر امت'' قرار دینے کے اسباب کے اظہار کے لئے اختیار کردہ طرز اسلوب سے یہ سبق ملتا ہے کہ امت مسلمہ! اب بھی اگر عالم انسانیت میں بلند و بالا مقام کی متمنی ہے کہ وہ اسی طرح منتخب امت رہے، اس کا شرف اور انفرادیت برقرار رہے اور اسی طرح اللہ کی نعمتوں، برکتوں، رحمتوں اور سعادتوں سے مالا مال ہوتی رہے، یہ شان برقرار و محفوظ رہے اور ابد الآباد تک اس شان کے ساتھ متصف رہے تو پھر ان تین شرائط کو پورا کرنا ہوگا:

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی ہمیشہ نیکیوں کا حکم دینے والے بنے رہو۔۔۔ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی معاشرے کی برائیوں کے خلاف اپنی جنگ اور جہاد جاری

☆ برموقع اعتکاف ۱۴۳۴ھ، جمعۃ الوداع، 2 اگست 2013ء (ناقل: محمد خلیق عامر)

رکھو اور انہیں روکتے رہو۔ برائیوں کے تین درجے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری g رسول اللہ a سے روایت کرتے ہیں کہ آپ a نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ. وَذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ.

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ١/٦٩، الرقم/٤٩)

''تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔

یعنی جو شخص معاشرے میں برائی کو دیکھے تو بحیثیت امت محمدی ﷺ کا فرد اور آقا علیہ السلام کا غلام ہونے کے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کی قوت سے اس برائی کا خاتمہ کرے، اسے روکے اور اسے بڑھنے نہ دے۔ لیکن جہاں سارا معاشرہ برائیوں کے ساتھ بھر گیا ہو، جہاں لوگوں کے گھروں، سڑکوں، گلیوں، بازاروں، معیشت، معاشرت، سیاست، ثقافت، تہذیب و اخلاق، نجی زندگی، اجتماعی زندگی الغرض زندگی کے ہر گوشے اور ہر حال میں بدی ہی بدی نظر آئے اور نیکی کا خاتمہ کر دیا گیا ہو، ہر طرف جھوٹ، مکر، فریب، دجل، لوٹ مار، کذب، ظلم، قتل و غارت گری، دہشتگردی، حرام خوری، خیانت موجود ہو، جہاں سارا معاشرہ ان برائیوں کی آماجگاہ بن گیا ہو تو **فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ** ان برائیوں کو اپنے ہاتھ سے (نیکی میں) بدل ڈالو۔

امت مسلمہ کا ہر فرد اور پاکستانی قوم کا ہر شخص سنے کہ آقا علیہ السلام اور قرآن مجید ہماری غیرتِ دینی کو جھنجھوڑ رہے ہیں، ہمارے سوئے ہوئے ایمان کو بیدار کر رہے ہیں کہ اگر برائی چھانے لگے تو گونگے بن کے نہ بیٹھے رہو، بے حس و بے ضمیر بن کے نہ بیٹھے رہو۔ اگر تمہارے دست و بازو میں قوت ہے تو **فَلْيُغَيِّرْهُ** صرف برائی کو روکو نہیں بلکہ بدی کو نیکی سے بدل ڈالو۔۔۔ شر کو خیر سے بدل ڈالو۔۔۔ ظلم کو عدل سے بدل ڈالو۔

فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ اور اگر سمجھو کہ دست و بازو میں طاقت نہیں رہی، برائی کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے، انفرادی اور اجتماعی قوت کے ساتھ بدی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو کم سے کم اپنی آواز بدی کے خلاف بلند کرو۔ جو قوم نہ بدی کے خلاف لڑے اور نہ آواز بلند کرے، اس قوم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے عذاب کا مستحق ٹھہرایا۔ امت محمدی ﷺ کا فرد ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ تم اپنے معاشرے میں امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دو، نیکیوں کو نہ صرف پھیلاؤ بلکہ انہیں سرانجام دینے کا حکم دو۔ حکم دینے کے لیے ایک نظام وضع کیا جاتا ہے، تنظیم ہوتی ہے، جماعتیں بنائی جاتی ہیں، قوت کو اکٹھا کیا جاتا ہے، فکر، عمل اور تدبیر کو ایک نظام کی شکل دی جاتی ہے تب جا کر ایک اجتماعی قوت پیدا ہوتی ہے۔

حفاظتِ ایمان کیونکر ممکن ہے؟

ایک طرف نیکی کو معاشرے میں پھیلانے اور دوسری طرف بدی کو معاشرے سے مٹانے کے ذکر کے بعد تیسرے درجے پر فرمایا: **وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ** اور تم اللہ پر ایمان بھی لاتے ہو۔

محترم قارئین! یہ بات توجہ طلب ہے کہ قرآن مجید نے نیکیوں کا حکم دینے، انہیں پھیلانے اور نیکیوں کے نظام کو بپا کرنے کو سب سے پہلے بیان کیا، اس کے بعد **وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** کے ذریعے بدی کے خلاف لڑنے، شر کے خلاف کھڑے ہونے اور بدی و برائی سے معاشرے کو پاک صاف کرنے کو دوسرے نمبر پر بیان کیا۔ امر و نہی کو

بیان کرنے کے بعد تیسرے نمبر پر فرمایا: وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ اور تم اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو۔ اصولاً ایمان باللہ کا ذکر سب سے پہلے آنا چاہیے تھا، اس لئے کہ بات تو شروع ہی ایمان سے ہوتی ہے، اگر ایمان ہی نہیں ہے تو آگے کیا کام ہوگا۔ مگر اللہ رب العزت نے وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ کو بعد میں بیان کیا اور امر و نہی کو پہلے بیان کیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

اس اسلوب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت کو حفاظت ایمان کی تدبیر سکھائی کہ تم حضور علیہ السلام کی امت میں کلمہ پڑھ کر شامل تو ہوگئے، ایمان کی نعمت تمہیں مل گئی اور تم خَيْرَ اُمَّةٍ کا فرد ہوگئے، مگر اب اس ایمان کی حفاظت بھی کرنا ہوگی۔ جس طرح ہم اپنے پاس موجود دنیاوی دولت کی حفاظت کا اہتمام کرتے ہیں، قدر و قیمت میں کم چیز کی حفاظت کا کم اہتمام اور زیادہ قدر و قیمت والی چیز کا زیادہ اہتمام۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے بھی ہمیں کائنات کے تمام دولتوں سے بڑھ کر قیمتی دولت ''ایمان'' کی شکل میں عطا کی ہے۔ اس دولتِ ایمان کی حفاظت تبھی ممکن ہے جب امت کا ہر فرد **تومنون باللّٰہ** سے پہلے کی شرائط **تامرون بالمعروف** اور **تنھون عن المنکر** پر کاربند ہوجائے۔

آیئے! احادیث مبارکہ کی روشنی میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت اور اللہ اور اس کے رسول کے ہاں اس کارِ خیر کی اہمیت کا ایک جائزہ لیتے ہیں:

برائیوں کے خلاف جدوجہد کا اجر

حضرت عبدالرحمٰن خضرمیؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اس نے خبر دی جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ فَيُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ. (أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٦٢، الرقم/١٦٦٤٣)

''بے شک میری اُمت میں ایک قوم ایسی ہے جس کو پہلے لوگوں کے اجور (ثواب) کی طرح کا اجر دیا جائے گا۔ وہ برائی سے منع کرنے والے ہوں گے''۔

اہل ایمان، اہل اسلام اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کو مبارک ہو کہ جنہیں نیک عمل کرنے اور برائیوں کے خلاف جدوجہد کرنے پر صحابہ کرام و اہل بیت اور سلف اسلاف کے نیک اعمال کے مطابق اجر و ثواب ملے گا۔ اگر کسی اور کی امت ہوتی تو خدا کے کرم کا عالم یہ نہ ہوتا۔ یہ شرف، انفرادیت و امتیاز صرف حضور ﷺ کی امت ہونے کے سبب سے ہے، چونکہ تم حضور ﷺ کی امت ہو اور حضور ﷺ نے رب سے عرض کیا تھا کہ مولی کسی بھی زمانے میں میری امت پر تیرا کرم کم نہ ہو۔ سو اس نے آپ ﷺ سے فرمایا: إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، میرے حبیب! ہم نے آپ کو خیرات، حسنات، برکات کی اتنی کثرت عطا کی کہ ابوبکر و عمر کا زمانہ ہو یا قیامت کے قریب کا زمانہ، اللہ کی رحمتیں اور آپ ﷺ کی شفقتیں آپ کی امت پر یکساں برستی چلی جائیں گی۔ کسی زمانے میں خدا کا کرم اور اس کی رحمت کم نہ ہوگی۔ بشرطیکہ امت مسلمہ خود اس کے کم ہو جانے کا باعث نہ بنے۔ ان تمام عنایات اور ثواب میں برابری کی وجہ یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کے افراد برائی سے منع کرنے والے ہوں گے۔

ایک اور مقام پر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ. يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ أَهْلَ الْفِتَنِ.

(أخرجه البيهقي في دلائل النبوّة، ٦/٥١٣)

''بے شک اس اُمت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لیے اجر اس اُمت کے اولین کے برابر ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے''۔

اس حدیث مبارکہ میں إِنَّـهُ سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ میں اشارہ ہماری طرف ہے۔ اس سے مراد مسجد نبوی یا ریاض الجنۃ میں اُس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے چند سو صحابہ کرام نہ تھے۔ اس لئے کہ اگر مراد وہ چند سو صحابہ کرام ہوتے تو حضور ﷺ آخِـــرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ کا کلمہ نہ فرماتے۔

حدیث مبارکہ میں مذکور أَوَّلِهِـمْ کا اشارہ صحابہ کرام کی طرف تھا جو اس زمانہ میں مصطفیٰ ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے۔ فرمایا: میری اس امت کے آخری زمانوں میں ایسے لوگ آئیں گے لَهُـمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ. ان کو اتنا ہی اجر عطا کیا جائے گا جتنا اجر آج کے زمانے میں اے صحابہ تمہیں عطا کیا جا رہا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں لوگوں کا ایمان کمزور ہوگا، فتنے زیادہ ہوں گے، گمراہیاں ہوں گی، فسق و فجور ہوگا، ان تمام حالات کے باوجود آخری زمانے میں امت کے لوگوں کے وہ کون سے اعمال ہیں کہ انہیں اتنا ہی اجر عطا کیا جائے گا جتنا اول زمانے میں صحابہ و تابعین کو عطا ہوتا رہا ہے؟ آقا علیہ السلام نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: يَـأْمُرُوْنَ بِـالْـمَعْـرُوْفِ یعنی اُس دور کے حکمران، کرپٹ، ڈاکو، چور، غاصب اور طاقتور ہوں گے جو کمزور و محروم لوگوں کے حقوق پامال کریں گے۔ ہر طرف شراب نوشی، بدکاری، ظلم، نافرمانی، فسق و فجور اور بدی کا راج ہوگا۔ ایسے ماحول میں ایسے لوگ بھی میری امت میں زندہ ہوں گے جو اس معاشرے کی بدی کی ہوا کے پیچھے نہیں چلیں گے بلکہ ان کے خلاف ڈٹ کے کھڑے ہو جائیں گے اور يَـأْمُـرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ نیکی کا علم بلند کریں گے، نیکیوں کا حکم دیں گے وَيَـنْـهَـوْنَ عَـنِ الْـمُنْكَرِ اور بدی کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ گویا نیکی کو بلند کرنے اور بدی کو مٹانے کے لئے انقلابی جدوجہد کریں گے۔

بات صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نہیں۔ ورنہ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ فقط تبلیغ کرنے سے یہ فریضہ ادا ہوگیا اور اجر برابر مل گئے۔ نہیں، فرمایا: انہیں پہلے زمانوں کے لوگوں کے اجر کے برابر اجر اور عظیم مرتبہ دیئے جانے کا سبب خالی تبلیغ نہیں ہوگا بلکہ وَيُقَـاتِـلُوْنَ أَهْلَ الْفِتَنِ. یہ لوگ اس دور میں فتنے بپا کرنے والوں کے خلاف ڈٹ کر جنگ لڑیں گے۔ یعنی وہ محض تبلیغی لوگ نہیں ہوں گے بلکہ انقلابی لوگ ہوں گے۔ ان کا کام فقط تبلیغ، تقریر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں ہوگا بلکہ اس دور میں، فتنہ بپا کرنے والوں، طاقتور، صاحب اقتدار، دولت و سلطنت کے مالکوں اور مضبوط، مستحکم، طاقتور اور بااثر لوگوں کے خلاف یہ کمزور اور غریب لوگ ڈٹ جائیں گے۔ وہ لوگ جو ان طاقتوروں اور حکمرانوں کے ظلم کے باوجود خاموش ہیں، وہ لوگ سن لیں کہ انہیں اول زمانے کے صلحاء کے اجر کے برابر اجر نہیں ملے گا بلکہ اجر انہی کو ملے گا جو گھروں سے نکلیں گے۔۔۔ اجر انہی کو ملے گا جو مصطفیٰ ﷺ کا دین بچانے کے لیے اور خیانت کے خاتمے کے لیے جدوجہد کریں گے۔۔۔ علمِ حق بلند کریں گے۔

طالبینِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا ہوگیا اور فتنہ بپا کرنے والوں کے خلاف ایک منظّم جنگ بھی ہوگئی۔ تو کیا پہلے دور کے لوگوں کے اعمال کے برابر اجر کے حصول کے لئے یہی علامتیں کافی ہیں یا ان کی کوئی اور علامت بھی ہے؟ کیونکہ کئی جماعتیں اور کئی لوگ ہو سکتے ہیں جو کہیں گے کہ ہم بھی یہ کام کرتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ نے ایک اور خاص علامت بھی بیان فرمائی۔ اس علامت کے ذریعے تمام دعویٰ کرنے والوں میں سے حقیقی لوگوں کو بآسانی چنا جاسکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ g سے مروی ہے کہ رسول

اللہ a نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي، ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ۳/۱۳۱۵، الرقم/۳۳۹۴)

’’اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (a) کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکو گے لیکن میری زیارت کرنا (اس وقت) ہر مومن کے نزدیک اس کے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا‘‘۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا اور اہل فتن کے خلاف برسر پیکار ان لوگوں کی خاص علامت یہ ہوگی کہ وہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ آقا ﷺ سے حد درجہ محبت کریں گے اور آقا ﷺ کی ذات کے ساتھ ان کے عشق و محبت کا عالم یہ ہوگا کہ وہ کہیں گے مولا ہمارا سارا مال و دولت، گھر بار، تجارت و کاروبار، اولاد الغرض جو کچھ ہمارے پاس ہے، سب کچھ قربان کرتے ہیں مگر ایک بار مصطفیٰ ﷺ کا مکھڑا دکھا دے۔ گویا وہ رخ مصطفیٰ ﷺ کے ایک دیدار کے لیے سب کچھ لٹانے کے لیے تیار ہوں گے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اہل فتن کے خلاف جنگ لڑنے کا دعویٰ کرنے والے اگر کئی ہوں تو یہ دیکھو کہ ان میں عاشقان مصطفیٰ ﷺ کون ہیں؟ جو اپنا تن من دھن، مال، اولاد سب کچھ ایک دیدار مصطفیٰ ﷺ پر لٹا دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ حقیقت میں وہ لوگ ہوں گے جن کو ان کے ان اعمال کا اجر صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اعمال کے ثواب کے برابر دیا جائے گا۔

اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کی خصوصیات

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دین حق کی اقامت کے لیے جدوجہد کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر اس موضوع کو بیان فرمایا۔ آقا علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کے زمانے تک کے اہل کتاب کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے جو اپنے انبیاء کرام کے صحیح پیروکار اور مومن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی چند خوبیوں کو بیان فرمایا۔ انہیں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بھی ان خوبیوں کو اپنائیں۔ اہل کتاب میں سے جو لوگ ان خوبیوں کے حامل تھے، اللہ نے ان سے بھی پیار کیا اور تعریف کی۔ فرمایا:

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ. يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (آل عمران، ۱۱۳، ۱۱۴)

’’یہ سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے کچھ لوگ حق پر (بھی) قائم ہیں وہ رات کی ساعتوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سربسجود رہتے ہیں۔ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں، اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں‘‘۔

یعنی لوگو! سارے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو ایک جیسا نہ جانو، یہ سارے ایک جیسے نہیں ہیں۔ ذرا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا پیار بھرا انداز ان کے لئے اپنایا۔ کوئی کسی کو بچانا چاہے تو اس سے بات شروع کرتا ہے، بھئی تم تو انہیں جو بھی جانتے ہو سو جانتے ہو مگر سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان میں کچھ ایسے ہیں جو آج تک حق پر قائم ہیں اور ان کے اندر درج ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں:

ا۔ ان کی پہلی خوبی یہ ہے کہ رات کے اندھیروں میں قیام کرتے ہیں۔ اس سے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اے اہل فتن کے خلاف جنگ لڑنے والو! اللہ کو رات کا قیام کرنا بڑا

پسند ہے۔ اگر اپنی جنگ کو نتیجہ خیز بنانا چاہتے ہو اور اپنے اجر اوّل زمانے کے لوگوں کے برابر کرنا چاہتے ہو تو راتوں کو اٹھنے والے اور اللہ کے لیے قیام کرنے والے بن جاؤ۔

۲۔ دوسری خوبی یہ بیان کی کہ جب رات کے اندھیرے چھا جاتے ہیں تو پھر اٹھ کر قیام کرنے کے ساتھ ساتھ میری آیتوں کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔

۳۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ رات کے اندھیروں میں میرے حضور سجدہ ریزی بھی کرتے ہیں۔

۴۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ اللہ اور آخرت پر جیسے ان کے پیغمبروں نے انہیں تعلیم دی، اس پر آج تک ایمان رکھتے ہیں۔

۵۔ پانچویں خوبی یہ ہے کہ وہ اچھائی و نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنی سوسائٹی کو برائیوں سے روکتے ہیں یعنی انہوں نے امر اور نہی کا فریضہ ترک نہیں کیا اور آج بھی حق اور سچ کو پھیلانے اور بدی و باطل کو مٹانے کے لیے جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں۔

۶۔ چھٹی خوبی یہ ہے کہ جب نیکی کے معاملات آجائیں، خیرات کا معاملہ آجائے تو سب سے آگے بڑھتے ہیں۔

گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جاری رکھتے ہیں، ہتھیار نہیں ڈال دیتے۔ بدی کو دیکھ کر مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جاتے، ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور حق کا پرچم بلند کرنے کے لیے جہاد کرتے ہیں اور خیرات کے کاموں میں سب سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ صالحین میں سے ہیں۔

ان خوبیوں کو بیان کرنے کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پورا پیکج سمجھانا ہے کہ خالی ایک خوبی سے کام نہیں چلتا، سب شرائط اکٹھی پوری ہوں تو نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

آپ اندازہ کرلیں کہ اگر پہلے دور کے مومنین اہل کتاب کی تعریف کر کے اللہ تعالیٰ نے انہیں صالحین کہا تو اس میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو سر فہرست رکھا۔ اس سارے ارشاد گرامی سے امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ جب اہل کتاب کے اس پہلے دور کے مومنین میں ایک طبقہ ہمیشہ حق پر قائم رہا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے پیار کیا تو امت محمدیہ میں سے بھی ایک طبقہ ایسا ہونا چاہیے کہ جو انہی خوبیوں پر قائم رہے۔

یہ نہیں کہ خود نماز پڑھ لی، تلاوت کر لی، مگر آنکھوں کے سامنے بچے بے نمازی ہو رہے ہیں، بچے بری فلمیں دیکھ رہے ہیں، بے حیائی کی طرف جا رہے ہیں، دین سے دور جا رہے ہیں اور لاڈ پیار کی وجہ سے اپنے بچوں کو دین کی طرف لانے کی دعوت نہیں دے رہے تو تم نے معاشرے میں نیکی کو کیا فروغ دینا ہے۔۔۔؟ سب سے پہلے دعوت الی الخیر کی ابتدا اپنے گھر سے ہوتی ہے۔ اپنی بیوی بچوں، پوتوں اور نواسوں سے ہوتی ہے، جو شخص اپنے اہل خانہ کو خیر پر چلنے کی دعوت نہیں دیتا اسے گھر سے باہر دین کی دعوت دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گھر کی کشتی ڈوبی جا رہی ہو اور باہر عمامے، جبے پہن کر بڑی وعظ تبلیغیں کی جا رہی ہوں۔ ایسے کردار پر قیامت کے دن گریبان پکڑ لیا جائے گا۔ ارشاد فرمایا:

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا، (التحریم، ٦٦:٦)

''اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ''۔

پہلے اولاد اور بچوں کو بچاؤ، انہیں دین سکھاؤ، پہلے انہیں مصطفیٰ ﷺ کا غلام بناؤ، پہلے ان کی تربیت کرو اور ان کو دعوت الی الخیر کے ذریعے اس نیک راہ پر لگاؤ، پھر گھر کے بعد کسی اور کو دعوت دو اور امر و نہی کا فریضہ سرانجام دو۔

اگر اِن خوبیوں کو اپنایا جائے گا تو اولئک هم المفلحون کے تحت فلاح، کامیابی اور کامرانی تمہارا مقدر ہوگی۔

کیا محض دعوت و تبلیغ کافی ہے؟

حضرت معاویہ g سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ. لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَأْتِیَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلٰی ذَالِکَ.

(أخرجه البخاري في الصحیح، کتاب المناقب، باب سؤال المشرکین أن یریهم النبي a آیة فآراهم انشقاق القمر، ۳/۱۳۳۱، الرقم/۳۴۴۲)

’’میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی۔ جو اُنہیں ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا یا اُن کی مخالفت کرے گا وہ اُنہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (یعنی قیامت کا دن) آئے گا اور وہ اِسی حالت پر ہوں گے‘‘۔

اس حدیث مبارکہ میں یہ بات واضح موجود ہے کہ قیامت تک ہر دور میں امت محمدیہ میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ گویا ہر صدی میں جماعت کا ہونا لازم ہے۔ جب قیامت آئے گی اس وقت بھی حق پر قائم رہنے والی ایک جماعت ہوگی اور وہ جماعت سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ حق پر قائم یہ جماعت سیدنا عیسی مسیح علیہ السلام اور سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام کی قیادت میں دجال کے لشکروں سے جنگ لڑے گی اور دجال کو باب لُد کے مقام پر قتل کردے گی اور حق کو سربلند کرے گی۔

پس محض دعوت دینے اور تبلیغ کرنے سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حکم کی ادائیگی مکمل نہیں ہوتی، اس لئے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو وہ فقط صاحبِ دعوت و تبلیغ نہیں ہوں گے بلکہ صاحبِ علم ہوں گے، وہ صاحبِ جہاد ہوں گے۔ دجال کی دجالی قوتوں کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور اسلام کی سلطنت کو پوری کائنات میں قائم کریں گے۔ یہ دعوت و تبلیغ بھی ہے، امر و نہی بھی ہے، اہل فتن کے ساتھ قتال بھی ہے اور بیک وقت حق کو سربلند کرنے کی انقلابی جدوجہد بھی ہے۔

حق کا پیمانہ؟

یہ بیان کرنے کے بعد حضور ﷺ نے ایک بڑی عجیب نشانی بیان کی اور بات صراحتاً سمجھا دی تا کہ شک و شبہ نہ رہے۔ فرمایا: وہ جماعت جو حق پر قائم ہوگی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے گی، دعوت الی الخیر دے گی اور معاشرے میں نیکی کو بپا کرنے کی جنگ لڑے گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔ وہ ایسے لوگ نہیں ہوں گے کہ ہر کوئی انہیں اچھا جانے۔ اس لئے کہ جسے ’’ہر کوئی‘‘ اچھا جانے وہ کبھی اچھا نہیں ہوسکتا، یہ ایک اصولی بات ہے۔ اس لئے کہ ’’ہر کوئی‘‘ میں تو ظالم بھی ہے مظلوم بھی ہے، جسے ظالم بھی اچھا جانیں، مظلوم بھی اچھا جانیں وہ اچھا کہاں سے ہو گیا۔۔۔ جسے ڈاکو و چور بھی اچھا کہیں اور جو لُٹ گیا ہے وہ بھی اچھا کہے، وہ اچھا کہاں سے ہوا۔۔۔؟ جسے قاتل بھی اچھا کہے اور مقتول کے وارث بھی اچھا کہیں وہ اچھا کیسے بن گیا۔۔۔؟ جسے بد بھی اچھا کہیں، لٹیرے بھی اچھا کہیں، بے ایمان شخص بھی اچھا کہے اور ایماندار و کمزور بھی اچھا کہے تو وہ اچھا کیسا۔۔۔؟

اچھائی کا کوئی پیمانہ ہونا چاہیے۔ اچھائی کا پیمانہ وہ ہے جو انبیاء کی سیرت سے میسر آتا ہے کہ حق کے طلبگار اسے اچھا کہیں اور حق کا راستہ روکنے والے اسے گالی دیں اور برا کہیں، جیسے تمام انبیاء کی مخالفت کی گئی، ان پر تہمتیں اور الزامات لگائے گئے، برا بھلا کہا گیا، گھر سے نکالا گیا اور شہید کیا گیا۔ پس اچھا ہونے کی علامت یہ ہے کہ اُسے اچھے لوگ اچھا کہیں اور برے لوگ اُسے برا کہیں۔ کمزور، غریب، مظلوم، ظلم کی آگ میں جلنے والے اور دین سے

محبت کرنے والے اچھا کہیں اور بے غیرت، ڈاکو، چور، حرام مال کھانے والے اور ظلم کرنے والے، گالی دیں۔ جب دونوں قسم کے ردعمل ہوں تب پیمانہ مقرر ہوتا ہے کہ اچھا کون ہے اور کون نہیں۔۔۔؟ جس کو ہر کوئی اچھا کہے، آقا علیہ السلام کے اس بیان کردہ پیمانے پر وہ جماعت پوری نہیں اترتی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمادیا کہ

لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ.

''جو شخص اُن کو رسوا کرنا چاہے گا اور اُن کی مخالفت کرے گا وہ اُن کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔

یعنی ان کی مخالفت بھی کی جائے گی اور انہیں ذلیل کرنے کی کوشش بھی کی جائے گی۔ حدیث میں دو لفظ بیان ہوئے:

۱۔ خَذَلَهُمْ، انہیں ذلیل کرنے کی کوشش بھی کی جائے گی، ان کی کردارکشی بھی کی جائے گی، گالیاں بھی دی جائیں گی، تہمتیں بھی لگائی جائیں گی۔

۲۔ خَالَفَهُمْ اور ان کی کھل کر مخالفت بھی کی جائے گی۔ چونکہ وہ حق پر قائم ہوں گے لہذا نہ ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والا انہیں ذلیل کر سکے گا اور نہ مخالفت کرنے والا ان کا بال بھی بیکا کر سکے گا، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ بلاخوف وخطر حق کی راہ پر قائم رہیں گے۔

یہی حدیث چند الفاظ کے اضافہ کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی آئی ہے۔ اس میں چند بڑی ایمان افروز باتیں ہیں۔ جس کے ذریعے مزید پہچان کرا دی کہ حق کی دعوت دینے والی اور امر و نہی کا فریضہ سرانجام دینے والی جس جماعت سے حضور علیہ السلام محبت کرتے ہیں اور جن کو اول زمانے کے اجر کی خوشخبری سنائی ہے اور جو ہر دور میں قیامت تک رہے گی، اس کے مزید اوصاف کیا ہیں؟

عطائے خدا بذریعہ مصطفیٰ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي. وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى أَمْرِ اللهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، ۱/۳۹، الرقم/۷۱)

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین کی فقہ (سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔ بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور ان کے مخالف قیامت تک اُنہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے''۔

اس حدیث میں یہ واضح فرمادیا کہ

۱۔ اُن کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ اَن پڑھ نہیں ہوں گے بلکہ دین کی معرفت، دین کا علم اور دین میں تفقہ کے حامل ہوں گے اور وہاں سے علم وفقہ دین کے چشمے بھی پھوٹیں گے۔

۲۔ اس کے بعد دوسری چیز فرمائی: وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي. پھر اس جماعت کی پہچان یہ ہوگی کہ ان کا عقیدہ یہ ہوگا کہ عطا اللہ کرتا ہے مگر ملتا وسیلہ مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ اگر کسی کا یہ عقیدہ نہیں تو وہ جماعت وہ نہیں ہے جس کا اشارہ تاجدار کائنات ﷺ فرما رہے ہیں۔ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ فرما کر واضح کردیا کہ وہ میری تقسیم سے لیں گے، کہیں اور سے نہیں لیں گے۔ نہ وہ امریکہ سے لینے والے ہوں گے، نہ وہ عرب ریاستوں سے لینے والے ہوں گے، نہ وہ برطانیہ و یورپ سے لینے والے ہوں گے۔ خدا جانے کہاں کہاں سے کون کون لیتا ہے۔۔۔؟ فرمایا: جو میرے ہیں وہ کہیں سے نہ لیتے ہوں وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ بلکہ وہ صرف مجھ سے لیتے ہوں۔

تحریک منہاج القرآن کے کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آج منہاج القرآن کے قیام کو ۳۴ سال ہوگئے ہیں ان ۳۴ سالوں میں اللہ کی عزت اور تاجدار کائنات کے گنبد خضری کی قسم میں نے اور آپ کی جماعت نے کسی سے کچھ نہیں لیا، جو لیا ہے گنبد خضری سے لیا ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دیتا اللہ ہے اور تقسیم مصطفیٰ علیہ السلام کرتے ہیں۔ ہم اللہ کی عطا کو تقسیم مصطفیٰ ﷺ اور دستِ مصطفیٰ ﷺ سے لیتے ہیں۔ امت محمدی ﷺ کے افراد سُن لیں کہ اصل عقیدہ یہ ہے جو آقا علیہ السلام نے بیان فرمایا۔

آقا علیہ السلام نے اصول بتا دیا، جماعت کی پہچان بتا دی اور عقیدۂ صحیح بتا دیا کہ عطا اللہ کرتا ہے مگر اس کی عطا کو تقسیم مصطفیٰ کرتے ہیں۔ وہ جماعت حق پر ہو گی جس کا عقیدہ یہ ہو گا کہ عطا خدا کی اور تقسیم دستِ مصطفیٰ ﷺ کی۔ جو دستِ مصطفیٰ ﷺ، تقسیم مصطفیٰ ﷺ، وسیلہ مصطفیٰ ﷺ اور واسطہ مصطفیٰ ﷺ کو نکال دے اور براہ راست اللہ کی عطا کی بات کرے تو مصطفیٰ ﷺ نے خود فرمایا: خبردار! وہ میری جماعت نہیں ہو گی بلکہ وہ اوروں کی جماعت ہو گی۔ اس سبق کو ذہن نشین کرلیں کہ ’’عطائے خدا بذریعہ مصطفیٰ ﷺ‘‘۔

۳۔ پھر تیسری بات فرمائی کہ قیامت تک ہر دور میں اس امت کا ایک طبقہ حق پر قائم رہے گا اور اس کی پہچان یہ ہوگی کہ اس کی مخالفت بھی کی جائے گی۔

جس کو ہر کوئی مانے وہی سچا نہیں ہوتا

حدیث بتا رہی ہے کہ جس کی مخالفت کوئی بھی نہ کرے وہ جماعت وہ نہیں ہے جس کا ذکر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔ جس کی کوئی مخالفت نہ کرے ہر کوئی پسند کرے، اپنے پرائے ہر کوئی تعریف کریں، وہ جماعت اس خوشخبری کی حقدار و مخاطب نہیں، اس لئے کہ ہر کسی نے تو مصطفیٰ ﷺ کی تعریف بھی نہیں کی تھی، وہاں بھی ابوجہل و ابولہب تھے اور ہزاروں کفار و مشرکین اور ہزاروں منافقین تھے۔ اگر ہر کوئی تعریف کرتا تو غزوہ بدر کیوں ہوتی۔۔۔؟ ہر کوئی مانتا تو جنگ احد کیوں ہوتی۔۔۔؟ اگر ہر کوئی حضور ﷺ کو مانتا تو جنگ خندق کیوں ہوتی، پیٹ پر پتھر باندھ کر حضور ﷺ خندق کیوں کھودتے۔۔۔؟ اگر ہر کوئی حضور ﷺ کی تعریف کرتا تو حدیبیہ کے میدان سے پندرہ سو صحابہ کو لے کے میرے آقا ﷺ واپس کیوں چلے جاتے۔۔۔؟ غزوہ حنین کیوں ہوتا۔۔۔؟ غزوہ طائف کیوں ہوتا۔۔۔؟ ہر کوئی تو خدا کو بھی نہیں مانتا۔ اس دھرتی پر چھ ارب انسان ہیں اور اللہ کو صحیح ماننے والے صرف ڈیڑھ ارب ہیں، دو تہائی تعداد تو خدا کو بھی نہیں مانتی۔

اگر آپ کہیں کہ ہر کوئی ہمیں مانے، ہر کوئی ہماری تعریف کرے تو ہر کوئی تو خدا کو بھی نہیں مانتا، لوگوں نے اپنے اپنے خدا بنا رکھے ہیں۔ ہر کوئی تو قرآن اور نبوت مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مانتا۔ ہر کسی نے امام حسین علیہ السلام کو نہیں مانا، ۷۲ تن شہید کر دیئے۔ آپ کیسے توقع کرتے ہیں کہ ہر کوئی ہمیں مانے۔ جس کو ہر کوئی مانے وہ سچا نہیں ہو سکتا، اس کا مطلب ہے وہ گول مول ہے، اِدھر بھی ہے اور اُدھر بھی ہے۔۔۔ ہر ایک کو خوش رکھتا ہے۔۔۔ اِدھر ملتا ہے تو ان کی بولی بولتا ہے تا کہ یہ تعریف کریں۔۔۔ اُن سے ملتا ہے تو ان کی بولی بولتا ہے تا کہ وہ تعریف کریں۔۔۔ جس کو ہر کوئی مانے وہ کبھی سچا نہیں ہوتا۔ سچا وہ ہے جس کی بولی ایک رہے، خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

فرمایا: لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، ان کی مخالفت بھی ہوگی۔ گویا مخالفت کا ہونا حق ہے، اگر مخالفت اور ذلیل کرنے کے ہتھکنڈے نہ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔۔۔ حق میں باطل کی آمیزش ہے۔۔۔ اور اگر کھرا سچ ہوگا تو پھر حق چاہنے والے مانیں گے اور باطل چاہنے والے مخالفت کریں گے۔ فرمایا: اس مخالفت اور ذلت آمیز ہتھکنڈوں کے استعمال سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ اِن اہلِ حق کو نقصان پہنچائے گا تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ کتنی مخالفت بھی کوئی کرتا پھرے لَا يَضُرُّهُمْ، حق پر جو لوگ قائم ہیں ان کو نقصان کوئی نہیں پہنچائے گا۔

انہیں ذلیل کرنے کا ارادہ کرنے والا، نہ انہیں ذلیل کر سکے گا، نہ مخالفت کرنے والا اس مخالفت سے

انہیں نقصان پہنچا سکے گا، ان کا بال بھی بیکا نہیں ہو گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وَھُمْ ظَاھِرُوْنَ عَلَی النَّاسِ اور وہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔

محترم قارئین! اللہ تبارک وتعالی نے چونکہ اپنے دین کی بقا کی ضمانت دی ہے۔ جس طرح قرآن اللہ نے اتارا، اسی طرح دین اسلام اللہ نے بھیجا اور قیامت تک اس دین کی حفاظت بھی اللہ نے کرنی ہے اور دین کی حفاظت اللہ نے امت محمدیہ سے کروانی ہے۔ صاف ظاہر ہے امت کا ہر فرد حفاظت دین کے کام میں مشغول نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا: کہ امت تو بہت ہو گی مگر ہر دور، زمانہ اور صدی میں میری امت میں ایک جماعت، ایک طبقہ ایسا ہوگا جو اس دین کی حمیت و غیرت کے لیے جنگ لڑتا رہے گا۔۔۔ یہ طبقہ اقامت دین کا جھنڈا بلند کرتا رہے گا۔۔۔ اہل فتن، خائن و بددیانت، دین کی قدروں کو مٹانے والوں کے خلاف اور اس دین کو سربلند کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا تا رہے گا۔

ان کی جدوجہد، محبت الٰہی، اخلاص اور جان و مال کی قربانی کے باعث ہر دور میں دین کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ یہ لوگ اللہ کی عطا، دستِ مصطفیٰ ﷺ سے لینے والے ہوں گے اور پھر ان میں یہ خوبیاں بھی ہوں گی کہ راتوں کو قیام کریں گے، اللہ کی آیتوں کی تلاوت کریں گے، سجدہ ریز ہوں گے اور اِن کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ جلتے ہوں گے۔

کارکنان و رفقاء تحریک میری نصیحت سن لیں! کہ ان ساری خوبیوں کو پہلے سے کہیں زیادہ اپنے اندر جمع کر لیں۔ پاکستانی قوم کو بھی متوجہ کررہا ہوں کہ اللہ کے عذاب لگاتار ہم پر اتر رہے ہیں، اشرار کا غلبہ ہے، اگر اللہ کے عذابوں سے بچنا چاہتے ہو اور خیر کی طرف لوٹنا چاہتے ہو تو اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرو جن خوبیوں کا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ اپنے اندر اللہ کا خوف پیدا کرو۔۔۔ اللہ کی سچی بندگی اختیار کرو۔۔۔ اللہ کی عبادت و تابعداری میں آ جاؤ۔۔۔ آقا علیہ السلام کے عشق و محبت اور صحیح وفاداری میں آجاؤ۔۔۔ راتوں کو قیام کرو۔۔۔ تلاوت آیات کرو۔۔۔ قرآن کے پیغام کو سمجھو، سیکھو اور اپنی زندگی، اپنی اولاد اور اپنے معاشرے میں نافذ کرو۔۔۔ عبادت کے ساتھ خوش اخلاقی بھی اختیار کرو۔۔۔ دین ایک مکمل پیکج ہے اسے کُل کے طور پہ زندگیوں میں نافذ کرنے سے ہی اللہ رب العزت کی رحمتیں، بخششیں اور برکتیں موسلا دھار بارش کی طرح ہمارے اوپر نازل ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر دل و جان سے کاملاً عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سوشل میڈیا پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے پیغام کو فروغ دیں

انگلش معلومات کیلئے: Follow TahirulQadri
اردو معلومات کیلئے: Follow TahirulQadriUR
لکھ کر 40404 پر SMS بھیجیں

www.facebook.com/TahirulQadri Like Share comment

www.twitter.com/TahirulQadri Retweet Favorite Reply

www.minhaj.org E-mail: news@minhaj.org

رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

رمضان المبارک کا رحمتوں بھرا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشات انہی لوگوں کا مقدر بنتی ہیں جو اس ماہ کی مناسبت سے اپنے اوپر عائد فرائض و ذمہ داریوں کو باحسن و خوبی سرانجام دیں۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی رمضان المبارک شدید گرمی میں آ رہا ہے۔ پاکستان میں گرمی کے علاوہ دیگر مسائل بھی بکثرت موجود ہیں۔ کم آمدنی اور مزدور پیشہ لوگوں کے پاس سحر و افطار کا مناسب انتظام ہی نہیں ہوتا۔ یہ اور اس طرح کے سنگین معاشی مسائل و مشکلات اس بدنی اور روحانی عبادت کو مزید دشوار بنادیتے ہیں لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عزم، صبر اور تحمل کی دولت سے نواز رکھا ہے وہ ان مشکلات کو رضائے الٰہی کے راستے کی رکاوٹ نہیں بننے دیتے۔ تاہم روزہ چونکہ پرمشقت عبادت ہے اس لئے اس میں احتیاط بھی ضروری ہے۔ اسی سلسلے میں ہم ذیل میں چند اہم نکات پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ خصوصاً یہ کہ روزوں کے حوالے سے ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی سے صحیح معنوں میں روزوں سے حاصل ہونے والی برکات و ثمرات سے مستفیض ہوا جاسکتا ہے۔ زیرِ نظر سطور میں ہم ان کا جائزہ بھی لیں گے۔

ا۔ ایمان کا امتحان

ماہ رمضان کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ایمان کا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کیا ہم اس پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں یا نہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الٓمٓ. اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ.

”الم۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ (صرف) ان کے (اتنا) کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی؟۔ اور بے شک ہم نے ان لوگوں کو (بھی) آزمایا تھا جو ان سے پہلے تھے سو یقیناً اللہ ان لوگوں کو ضرور (آزمائش کے ذریعے) نمایاں فرما دے گا جو (دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں اور جھوٹوں کو (بھی) ضرور ظاہر کر دے گا“۔ (العنکبوت:۱۔۳)

اللہ جانتا ہے کہ روزوں کے دوران اور روزوں کے علاوہ سچا کون ہے! اور جھوٹا کون ہے! حدیث قدسی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كل عمل بن آدم له الا الصيام فانه لی.

”ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے مگر روزہ صرف میرے لئے ہے“۔ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ھل یقول: انی صائم، اذا اشتم: ۱۹۰۴)

روزہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور بندے کے درمیان

ایک راز ہے۔ انسان کے لئے ممکن ہے کہ وہ روزے کی حالت میں کچھ کھا پی لے اور اسے کوئی نہ دیکھے۔ لیکن یہ عقیدہ کہ اللہ تو دیکھ رہا ہے، دراصل اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے۔ جس سے مسلمان کا اللہ تعالیٰ پر صدقِ ایمان ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہم دیگر عبادات کا جائزہ لیں تو نماز کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے لیکن جب وہ باجماعت نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو لوگ اسے دیکھتے ہیں۔ حج کی بھی یہی صورت ہے لیکن روزہ رازہائے دروں میں سے ایک ایسا راز ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور نہ اس سے کوئی آگاہ ہوسکتا ہے جب تک کہ کسی کو بتایا نہ جائے۔ روزہ دار اسی ایمانی کیفیت میں اضافہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہوجاتا ہے۔

۲۔ نیت عمل میں برکت کا باعث ہے

نبیٔ رحمت تاجدار کائنات ﷺ نے اعمال کی درستگی اور صحت کا دارومدار نیت پر رکھا ہے۔ نیت الفاظ کی ادائیگی بھی ہے اور باطنی ارادے اور عزم کی پختگی بھی نیت سے مشروط ہے۔ یوں تو ہر عبادت کی قبولیت نیت سے مشروط ہے مگر روزے کا تعلق نیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم مسنون الفاظ کے ساتھ روزے کی نیت کے علاوہ دل سے بھی پختہ عہد کریں۔ بعض لوگ نماز یا روزے جیسی عبادات کو اپنے آباؤ اجداد کی عادت کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ وہ روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ لوگ روزے رکھتے ہیں، وہ حج اس لئے کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی حج کرتے ہیں۔ وہ تزکیہ نفس کے لئے مجاہدہ اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ایسا کرتے دیکھتے ہیں۔ اللہ کی بندگی میں یہ تقلید کافی نہیں۔ ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے بندگی کا شعور رکھتے ہوئے روزے رکھیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے کی حقیقی نیت کریں۔

جب ہم غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے لگیں تو یہ قلبی اقرار کریں کہ ہم نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم دن کی قدر کی اور اسے اس کی منشاء کے مطابق گزارا۔ ان شاء اللہ آنے والے دن کو بھی میں اسی جذبے، اخلاص اور محبت کے ساتھ روزے کی حالت میں گزاروں گا۔ کھانا کھاتے وقت یہ نیت کرنی چاہئے کہ اس کھانے سے جسم میں جو طاقت آئے گی اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا جائے گا۔ جب سحری کا کھانا کھایا جائے تو دل میں یہ نیت کی جائے کہ اس کھانے سے جو توانائی میسر آئے گی، اس سے دن بھر روزہ برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔ سحری کے وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے اور ساتھ ہی یہ نیت بھی کی جائے کہ کل نئے دن میں پھر روزہ رکھنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔ یوں روزے دار کا ہر ہر لمحہ رضائے الٰہی کا مظہر بن جائے گا اور اس کے تمام اعمال و افعال قربِ الٰہی کا ذریعہ بنتے چلے جائیں گے۔

نماز عشاء ادا کرنے کے بعد نماز تراویح میں شرکت صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو، ریاء کاری اور شہرت طلبی کے لئے نہ ہو، اس لئے کہ ریاکاری عبادت کے اجرو ثواب کو ختم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ قیام اللیل مشکل ضرور ہے مگر ایسا بھی نہیں کہ اس سے پہلو تہی کرلی جائے۔ بعض لوگ روزہ تو رکھ ہی لیتے ہیں مگر تراویح کو اتنی اہمیت نہیں دیتے بلکہ پانچ وقت کی نماز کا خیال بھی نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ نماز بھی اسی اللہ نے فرض کی ہے جس نے روزے فرض کئے ہیں۔

۳۔ تلاوت قرآن کی کثرت

ماہ رمضان میں ہم پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کریں

کیونکہ قرآن مجید اسی مہینے میں نازل کیا گیا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. (البقره:۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں''۔

یہ اللہ کا کلام ہے جب ہم اس کی تلاوت کررہے ہوں تو ہمارے جسم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے جاہ و جلال اورعظمت کا اثر مرتب ہورہا ہو۔ خاص طور پر جب ہم مساجد میں قرآن سنتے ہیں تو اللہ کا کلام سنتے ہوئے اس میں ڈوب کر کیف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن حکیم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنا بھی ناگزیر ہے۔ یہ قرآن کا فرمان ہے اور یہی قرآن حکیم کا اصل مقصد ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کرنے والا یا فائدہ حاصل کرنے والا ہے یا نقصان۔ یا تو قرآن حکیم کی تلاوت سے اس کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہے یا پھر قرآنی احکام پر عمل نہ کرکے خسارے میں رہتا ہے۔ ہمیں بدعملی کا خسارہ اٹھانے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اس بات کو اس طرح سمجھیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا. (بنی اسرائیل: ۲۳)

''اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو''۔

اب اس آیت کریمہ کو ایک ایسا شخص پڑھتا ہے جو اپنے والدین کا نافرمان ہے۔ ایسا شخص جب ان آیات کی تلاوت کررہا ہوتا ہے تو قرآن اس بدبخت انسان پر لعنت بھیج رہا ہوتا ہے۔۔۔ اسی طرح قرآن حسن خلق کا حکم دیتا اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ. (هود:۱۸)

''جان لو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

اب ظالم، جھوٹا اور بداخلاق ان آیات کی تلاوت کررہا ہوتا ہے جبکہ قرآن مجید اس کے قول وعمل میں تضاد کے باعث اس پر لعنت بھیجتا ہے۔۔۔ اسی طرح قرآن حکیم صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ. اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ. (محمد، ۲۲.۲۳)

''پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم (قتال سے گریز کر کے بچ نکلو اور) حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مواصلت اور مُودّت کا حکم دیا ہے)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے''۔

اب فرض کریں ایک ایسا شخص ان آیات کی تلاوت کررہا ہے جو عملاً قطع رحمی میں ملوث ہے۔ ایسے شخص پر قرآن لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی تلاوت کرنے کا کیا فائدہ کہ آیات کی تلاوت تو کررہا ہے مگر ان آیات میں دیئے گئے احکام کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہے۔ اس لئے سلف صالحین فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک طرف قرآن حکیم کی سفارش قبول کرکے اس پر عمل کرنے والوں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور دوسری طرف قرآن کا استغاثہ منظور کرتے ہوئے اس کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم رسید کردیا جائے گا۔

۴۔ توبہ کی تجدید

ماہ رمضان میں ہمارا یہ فرض بھی بنتا ہے کہ ہم

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی توبہ کی تجدید کریں۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

رمضان الی رمضانٍ والجمعة الی الجمعة والصلاة الی الصلاة مکفرات لما بینهن وذالک الدهر کله مالم یوت کبیر.

(صحیح مسلم، کتاب الطہارة، باب الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة۔۔ الخ، ۱۴۔۱۶/۲۳۳)

”رمضان سے لے کر اگلے رمضان تک، جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، نماز سے لے کر اگلی نماز تک درمیانی وقفے میں کئے گئے گناہوں کو مٹادیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ زمانہ بھر کے لئے ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ ہو“۔

اگلے اور پچھلے رمضان کے درمیان جو ہم صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں وہ رمضان کی برکت سے مٹادیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ان کے ارتکاب میں مداومت نہ ہو۔ البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے صدق دل سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے، یہ روزوں سے معاف نہیں ہوگا، اس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح شراب نوشی، چوری چکاری بھی کبیرہ گناہ ہیں یہ صرف روزے رکھنے اور نماز پڑھنے سے معاف نہیں ہوتے، ان کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے۔ البتہ رمضان کے روزے ان سب صغیرہ گناہوں کو مٹادیتے ہیں جن سے ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہوچکا ہوتا ہے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کرے اور اس مبارک مہینے میں رکھے گئے روزوں کی وجہ سے ہمارے سب گناہوں کو معاف کردے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نامہ اعمال تھمانے کے بعد ارشاد فرمائیں گے:

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا. (بنی اسرائیل: ۱۴)

”(اس سے کہا جائے گا:) اپنی کتاب (اَعمال) پڑھ لے، آج تو اپنا حساب جانچنے کے لیے خود ہی کافی ہے“۔

اس مبارک مہینے میں ہم پر واجب ہے کہ اپنی توبہ کی تجدید کریں۔ ہم میں سے جو بھی زیادتی کا مرتکب ہے یا وہ اپنے اللہ سے نافرمانی کی وجہ سے دور ہوچکا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اس مبارک مہینے کا خوش دلی سے استقبال کرے اور اس مہینے کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کردے اور اسے اپنے مقبول بندوں میں شامل کرلے۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مبارک مہینے میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اگر برے اعمال کے مرتکب ہیں تو ہم ان کی بجائے نیک اعمال سرانجام دینے کو اپنا معمول بنالیں۔ اگر ہم میں سے کوئی اپنے والدین کا نافرمان ہے تو وہ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اور اپنا محاسبہ کرے۔

۵۔ وقت کی اہمیت کا احساس

رمضان المبارک کے سعادت بھرے لمحات ہمیں وقت کی قدرو اہمیت کی جانب بھی متوجہ کرتے ہیں۔ ہم میں سے جو کوتاہی کرتا ہے یا خود ہی اپنا وقت ضائع کرتا ہے اسے ابھی سے اپنے اوقات کو منظّم کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کے چلن کو درست کرنا چاہئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ. فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ. (المومنون: ۱۱۵۔۱۱۶)

”سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (و بے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری

طرف لوٹ کرنہیں آؤ گے؟۔ پس اللہ جو بادشاہِ حقیقی ہے بلند و برتر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بزرگی اور عزت والے عرش (اقتدار) کا (وہی) مالک ہے‘‘۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ. (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ ولاعیش الاعیش الآخرۃ، ۶۴۱۲)

’’دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ ہیں صحت اور فراغت‘‘۔

اس میں جسمانی صحت اور وقت کی فراغت کو نعمت قرار دیا گیا ہے۔ **مغبون فیهما** کا مطلب یہ ہے وقت ضائع کرنے والا، کوتاہی کرنے والا، بھٹکنے والا۔ معاشرے میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جن نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت اور فراغت سے نواز رکھا ہے وہ اکثر و بیشتر کوتاہی کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنا وقت کھیل کود اور سیر سپاٹے میں ضائع کردیتے ہیں اور اپنی صحت کو برے اعمال کے ارتکاب سے برباد کربیٹھتے ہیں اس حوالے سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمیں عافیت اور سلامتی کی التجا کرنی چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا تزول قد ماعبد یوم القیامة حتی یسال عن اربع. (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، ۲۴۱۷)

’’قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم آگے نہیں بڑھیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا‘‘۔

سب سے پہلے نماز کے اوقات کی حفاظت کرنی چاہیے یعنی بروقت نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے، کوئی دور کرنے والا ہمیں نماز سے دور نہ کرسکے اور نہ ہی امتحان، مذاکرہ، مہمان کا استقبال، کسی کا کوئی بات سننا، کوئی کتاب کا پڑھنا یا کہیں آنا جانا نماز سے ہمیں غافل نہ کرسکے۔ جس نے نماز کو ان وجوہات میں سے کسی بھی وجہ کے پیش نظر ترک کیا سب سے پہلے اس نے اپنی ذات سے خیانت کی۔ پھر اپنے پیغمبر ﷺ سے خیانت کی۔ پھر اپنے دین سے خیانت کی اور پھر اپنی امت سے خیانت کا ارتکاب کیا۔

رمضان المبارک کے یہ ایام ہمیں اپنے نظام الاوقات کو ترتیب دینے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا باقاعدگی سے اہتمام کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ نیز ہمیں اس امر کی جانب متوجہ کرتے ہیں کہ ہم محض لہو ولعب میں ہی زندگی کے ان قیمتی ایام کو ضائع نہ کریں بلکہ ان اوقات کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

گناہ اور نافرمانیاں ہماری زندگی، ہمارے مستقبل، ہمارے اوقات، ہماری ذہانت، ہمارے اعمال اور ہماری آخرت کو برباد کردیتی ہیں۔ ہمیں اپنی ذات کو ایسے گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف راغب کرنا ہوگا جو ہم سے علانیہ یا خفیہ سرزد ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کی نئی نسل کو گناہوں نے ہی تباہ و برباد کیا۔ ان گناہوں اور نافرمانیوں نے ہی ان کی ذہانت اور بصیرت کو مٹا کر رکھ دیا اور ان کی زندگی کی قوت کے سرچشمے ان گناہوں ہی کی وجہ سے تعطل کا شکار ہوئے اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

المعصیة ظلمة فی القلب وسواد فی الوجه وبغض فی قلوب الخلق وضیق فی الرزق.

’’گناہ دل میں ایک تاریکی، چہرے پر سیاہی، مخلوق کے دلوں میں بغض اور رزق میں تنگی کا باعث ہوتا ہے‘‘۔

اسی طرح وہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

الطاعة نور فی الوجه وبیاض فی القلب ومحبة فی قلوب الخلق وسعة فی الرزق.

''اطاعت چہرے پہ نور، دل میں روشنی، مخلوق کے دلوں میں محبت اور رزق میں فراوانی کا باعث ہوتی ہے''۔

جو یہ چاہتا ہے کہ اسے قوت، دلی راحت، دنیا و آخرت میں سعادت، ذہانت، فہم و فراست اور نور میسر آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرے اور گناہ چھوڑ دے۔

رمضان المبارک کے یہ رحمتوں بھرے شب و روز ہمیں گناہوں سے اجتناب کی نہ صرف دعوت دیتے ہیں بلکہ اس کے لئے ایک نورانی ماحول بھی فراہم کرتے ہیں۔ لہذا ہمیں ان لمحات میں اس قدر محنت مجاہدہ اور ریاضت کرنی چاہئے کہ ایک ماہ کی مشق ہمیں پوری زندگی اطاعت وفرمانبرداری کے قالب میں ڈھال دے۔

رمضان میں مخالفِ شریعت اعمال

آج کل ماہ رمضان میں بہت سے لوگ بعض ایسے اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں جس میں شریعت کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ نیکی سمجھ کر ان خطاؤں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہمیں حتی المقدور ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رمضان میں ان اعمال کی تین صورتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو صرف ماہ رمضان میں پہچانتے ہیں اور باقی گیارہ مہینے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اللہ کی نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گیارہ مہینوں میں وہ قرآن حکیم کی تلاوت سے دور بھاگتے اور شرعی احکام کی مخالفت اور نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں مگر جب وہ سنتے ہیں کہ ماہ رمضان آگیا تو مساجد کا رخ کرتے ہیں اور اپنے اوپر مسکینی، عاجزی اور انکساری طاری کرلیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیا رمضان کا رب بقیہ مہینوں کا رب نہیں اور وہ جو رمضان میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہے بھلا وہ غیر رمضان میں پوشیدہ و مخفی کو نہیں جانتا؟ پھر جب رمضان رخصت ہوجاتا ہے تو لوگ اپنی پرانی روش یعنی نافرمانی و عصیاں اور عدم اطاعتِ الٰہی کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں اور رب کائنات سے اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں۔

ہمارا اللہ کو پہچاننا یا اس سے لگاؤ رکھنا صرف رمضان تک ہی محدود نہیں ہونا چاہئے۔ ہلاکت و بربادی ہے اس کے لئے جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کی پہچان صرف رمضان میں ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو منانے کے لئے صرف رمضان میں نیک اعمال کرنا ہی کافی ہے۔ رمضان المبارک میں نیک اعمال سرانجام دینا وقتی طور پر تو اس کے حال کو بدل سکتے ہیں مگر اس کی اس کیفیت کو مسلسل نہیں رہنے دیتے۔

۲۔ دوسرا عمل جو رمضان کے دوران دیکھنے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ رمضان میں نماز تراویح اور دیگر نوافل کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ گلی محلوں سے جوق در جوق لوگ مساجد کا رخ کرتے ہیں اور جب رمضان ختم ہوجاتا ہے تو پھر مسجد میں جاکر نماز باجماعت بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز تراویح کا اہتمام کرنا بلاشبہ عمل عظیم ہے۔ لیکن فرض نماز اور باجماعت نماز کی ادائیگی ان نوافل کے پڑھنے سے ساقط نہیں ہوجاتی۔

۳۔ رمضان کے دوران تیسری بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ بہت سے لوگ دن بھر یا دن کا بیشتر حصہ سوکر گزارتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو عصر سے مغرب تک بھی سوئے رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت میں روزوں کی لذت کہاں گئی۔۔۔؟ بھوک کی حرارت اور پیاس کی مشقت کہاں گئی۔۔۔؟ جب آپ دن بھر سوئے رہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ رات میں سانس لے رہے ہیں گویا کہ آپ نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

(بقیہ صفحہ 43 پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ: رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں)

اس صورت میں رمضان کے ایمانی مفہوم کدھر گئے۔۔۔؟ جب ساری رات باتیں کرنے اور کھیل کود میں گزرے اور پورا دن سونے کی نذر ہوجائے تو پھر رمضان کا مطلب کیا ہوا۔۔۔؟ ایسا شخص رمضان کے دنوں میں غروب آفتاب کا انتظار کرتا ہے تاکہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی کھائے پیئے، دلپسند نغمے سنے اور لطف اندوز ہو اور پھر دوسرے دن وہ چادر لپیٹ کر پورا دن سوکر گزارتا ہے تو ایسے شخص کے روزوں کا کیا معنی ومفہوم اور کیا فائدہ۔۔۔؟

دن میں سونا شرعاً ممنوع نہیں لیکن لمبی تان کر نہ سوئے۔ روزوں کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اثرات طبیعت پر طاری ہوں۔۔۔ رمضان کی گھڑیوں سے روحانی بالیدگی حاصل ہو۔۔۔ رمضان کے مبارک لمحات میں دلوں میں لطافت اور رقت پیدا ہو۔۔۔ بھوک اور پیاس کا احساس انسان کی تربیت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے درحقیقت مسلمان کو اپنی روح کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ دن کے وقت سونا افضلیت کے منافی ہے۔ سلف صالحین رمضان کے دن سوکر نہیں گزارتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ رات کو سویا جائے۔ جب اسے اس حقیقت کا علم ہوجاتا ہے کہ دن کے وقت سونے سے عمر کا ایک حصہ ضائع ہورہا ہے اور قیمتی وقت ضائع ہورہا ہے اور قرب الٰہی کے حصول کے مواقع ختم ہورہے ہیں تو پھر اس احساس کے بعد اُسے نیند نہیں آسکتی۔

اللہ رب العزت ہمیں اس ماہِ مبارک کے تقاضوں کو مکمل کرنے اور اس ماہ میں اپنے اوپر عائد فرائض و ذمہ داریوں کو کماحقہ پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

الفقہ:

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: رمضان المبارک میں سحری کا اختتامی وقت کونسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (البقرة، ٢: ١٨٧)

''اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے، پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو''۔

☆ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ دھاگا اور ایک سفید دھاگا لے کر اُنہیں اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا اور میں رات کو دیکھتا رہا لیکن مجھ پر کچھ ظاہر نہ ہوا۔ صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے''۔ (بخاری، الصحیح، ٢: ٦٧٧، رقم: ١٨١٧)

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ (مذکورہ) آیت نازل ہوئی تو (آیت میں مذکور) مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تھا۔ سو کوئی آدمی جب روزے کا ارادہ کرتا تو اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتا اور جب تک اُسے یہ دونوں نظر نہ آتے تو کھاتا رہتا۔

فَأَنْزَلَ اللهُ بَعْدُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل فرمایا تو لوگوں نے جان لیا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں''۔ (بخاری، الصحیح، ٢: ٦٧٧، رقم: ١٨١٨)

☆ حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً.

''ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی اور پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا۔ کہا کہ پچاس آیتیں پڑھنے کے برابر''۔ (بخاری، الصحیح، ٢: ٦٧٨، رقم: ١٨٢١)

☆ قیس بن طلق نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا يَهِيدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْأَحْمَرُ.

''کھاؤ، پیو اور تم کو ہرگز کھانے پینے سے نہ

رو کے سیدھی اوپر کو جانے والی (صبح کاذب) اور کھاؤ، پیو تا وقتیکہ روشنی کی سرخی اُفق پر پھیل جائے‘‘۔

(أبی داؤد، السنن، ۲: ۳۰۴، رقم: ۲۳۴۸)

☆ ’’صبح صادق تک روزہ دار کھا پی سکتا ہے۔ جونہی صبح صادق طلوع ہو ہاتھ کھینچ لے۔ جمہور صحابہ کرام اور تابعین کا یہی قول ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ سحری کا وقت طلوع فجر پر ختم ہو جاتا ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ

’’اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجیے‘‘۔ (هود، ۱۱: ۱۱۴)

یعنی دن کے شروع اور آخر میں فجر اور مغرب کی نماز کی طرف اشارہ ہے اور رات کے کچھ حصے میں عشاء کی نماز کی طرف اشارہ ہے۔

خصوصی رعایت

قاعدہ قانون کے مطابق سحری کا وقت طلوع فجر سے پہلے پہلے ہی ہے۔ لیکن فطری بات ہے انسان کبھی کبھار لیٹ بھی ہوسکتا ہے چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لیے فہم و فراست، عقل و دانش اور شعور کے شہنشاہ، شارع علیہ السلام نے خصوصی رعایت فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

ابوسلمہؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ.

’’جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اپنی ضرورت پوری کئے بغیر اسے نہ رکھے۔‘‘ (احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۱۰، رقم: ۱۰۶۳۷)

نوٹ: تمام بڑے بڑے محدثین نے اس حدیث کو ’’کتاب الصوم‘‘ میں نقل کیا ہے۔

لہٰذا اس قدر شدت نہیں ہونی چاہیے جس طرح بعض لوگ کرتے ہیں کہ اذان شروع ہوتے ہی جو لقمہ منہ میں ہو وہ بھی باہر پھینک دیا جائے کیونکہ عام طور پر لوگ وقت ختم ہونے سے پہلے ہی سحری کھا لیتے ہیں مجبوراً ہی کوئی بالکل آخری وقت میں کھا پی رہا ہوتا ہے۔

سوال: افطاری کا وقت اور مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ. (البقرة، ۲: ۱۸۷)

’’اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے، پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو‘‘۔

☆ عاصم بن عمر بن خطاب نے اپنے والد محترم سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

’’جب رات اِس طرف سے آ رہی ہو اور دن اُس طرف سے جا رہا ہو اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ افطار کرے‘‘۔

(بخاري، الصحيح، ۲: ۶۹۱، رقم: ۱۸۵۳)

☆ ’’حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اے فلاں! اٹھو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! شام ہونے دیجئے۔ فرمایا کہ اترو اور ہمارے لیے ستو بناؤ۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ! شام تو ہو

جائے۔ فرمایا کہ اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ عرض گزار ہوا کہ ابھی تو دن ہے۔ فرمایا کہ اترو اور ہمارے لیے ستو بناؤ۔ پس وہ اترا اور ان کے لیے ستو بنائے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمائے پھر فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

جب تم دیکھو کہ رات اِدھر سے آ رہی ہے تو روزہ دار روزہ افطار کرے''۔ (بخاری، الصحیح، ۲: ۶۹۱، رقم ۱۸۵۴)

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا روزہ افطار کرنے کا وقت غروب آفتاب ہے۔ جونہی غروب آفتاب ہو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

''لوگ ہمیشہ خیر وخوبی سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے''۔

(بخاري، الصحيح، ۲: ۶۹۲، رقم: ۱۸۵۶)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ.

''دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود ونصاری دیر کیا کرتے ہیں''۔ (احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۵۰، رقم: ۹۸۰۹)

جیسا کہ پہلے یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ روزہ افطار کرنے کا وقت غروب آفتاب کے بعد ہے۔ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا جونہی وقت شروع ہو جائے روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کیسے افطار فرماتے؟

☆ حضرت معاذ بن زہرہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ.

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا''۔

(أبي داؤد، السنن، ۲: ۳۰۶، رقم ۲۳۵۸)

☆ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَآئِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ التَّمْرَ فَعَلَى الْمَآءِ فَإِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ.

''جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے، اگر کھجور میسر نہ آئے تو پانی سے کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے''۔

(ابی داؤد، السنن، ۲: ۳۰۵، رقم: ۲۳۵۵)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے تر کھجوروں کیساتھ روزہ افطار فرماتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خشک کھجوروں سے۔ یہ بھی نہ ہوتا تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے''۔ (أحمد بن حنبل، المسند ۳: ۱۶۴، رقم ۱۲۶۹۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غروب آفتاب کے فوراً بعد روزہ افطار فرماتے تھے۔ کھجور ہوتی تو کھجور کیساتھ، نہیں تو پانی کے ساتھ روزہ افطار فرماتے۔

قائد انقلاب کی وطن واپسی

حکمران بدحواسی و بوکھلاہٹ کا شکار

ریاستی جبر و بربریت کا بدترین مظاہرہ

حکومتی ایماء پر مرکزی سیکرٹریٹ تحریک اور رہائش گاہ قائد انقلاب پر پولیس کا نہتے و پرامن کارکنوں پر حملہ

2 خواتین سمیت 15 افراد شہید، 100 سے زائد زخمی، سینکڑوں گرفتار

16 جون 2014ء سوموار رات تقریباً 1:30 بجے سینکڑوں پولیس اہلکاروں نے بھاری مشینری کے ہمراہ بغیر پیشگی اطلاع مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن اور رہائش گاہ قائد انقلاب کے اردگرد موجود سیکیورٹی بیریئرز کو ہٹانے کے نام پر دھاوا بول دیا۔ مرکز اور رہائش گاہ پر اس وقت صرف سیکیورٹی اہلکار ڈیوٹی پر موجود تھے۔ پولیس افسران کو ماڈل ٹاؤن پولیس ہی کی جانب سے جاری کردہ سرکلر دکھایا گیا جس میں دہشت گردی کے ممکنہ خطرات کے پیش نظر عدالتی احکامات کے مطابق سیکورٹی انتظامات کرنے کا کہا گیا تھا، انہیں بتایا گیا کہ یہ بیریئرز فیصل ٹاؤن تھانے کے آفیسرز کی مشاورت اور رہنمائی میں ہی لگائے گئے ہیں مگر انہوں نے اس سرکلر کو ماننے سے انکار کردیا۔ مرکزی قائدین اور پولیس افسران کی بات چیت ہوئی مگر پولیس والے کسی بھی طور اپنے موقف میں نرمی کرتے دکھائی نہ دیئے بلکہ مزید جارحانہ رویہ اختیار کرلیا اور مرکزی سیکرٹریٹ میں موجود سٹاف ممبران اور طلباء پر لاٹھی چارج کرنا شروع کردیا۔ یہ نہتے افراد رات بھر پولیس کی طرف سے ہونے والی لاٹھی چارج کا اپنی استطاعت کے مطابق دفاع کرتے رہے۔

17 جون کا سورج طلوع ہوچکا تھا۔ مرکزی سیکرٹریٹ پر اس ریاستی دہشت گردی کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ لاہور اور گردونواح سے عوام الناس، سول سوسائٹی کے افراد اور کارکنان بھی مرکز پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ پولیس ہرگزرتے لمحے کے ساتھ اپنی نفری میں اضافہ کرتی چلی جارہی تھی۔ کارکنوں نے بھرپور دفاع کرتے ہوئے پولیس کو کئی گھنٹوں تک رکاوٹیں ہٹانے سے روکے رکھا اور پولیس کی طرف سے ہونے والے ظلم وستم کو برداشت کرتے رہے۔ بالآخر پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج، ہوائی فائرنگ اور آنسو گیس کی شیلنگ کے ساتھ ساتھ سیدھی گولیاں بھی برسانا شروع کردیں۔ لاشیں گرنا شروع ہوئیں، گولیوں سے چھلنی زخمی سڑکوں پر تڑپنا شروع ہوگئے۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت انہیں ہسپتال پہنچانا شروع کردیا اور 15 گھنٹے بعد پولیس نے منہاج القرآن سیکرٹریٹ پر قبضہ کرلیا۔ سیکرٹریٹ پر قبضہ کے بعد پولیس قائد انقلاب کی رہائش گاہ کی طرف بڑھی اور وہاں موجود بیریئرز کو ہٹانے کے ساتھ ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ سے اپنے راستے میں آنے والے لوگوں کو بھی قتل کرنا شروع کردیا۔ اس افراتفری سے فائدہ اٹھاتے

ہوئے انہوں نے رہائش گاہ کے اندر گھسنے کی مکروہ کوشش بھی کی وہاں موجود خواتین کارکنان ان کے آگے ڈھال بن گئیں۔ پولیس نے خواتین کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان پر بھی فائرنگ کر دی اور وہاں موجود خواتین میں سے دو کو شہید اور کئی کو زخمی کر دیا۔ اس تصادم کے نتیجے میں مرد و خواتین سمیت 7 افراد موقع پر جبکہ بعد میں مزید 8 افراد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 100 سے زائد افراد زخمی ہوئے، سینکڑوں کارکنوں کو حراست میں لے کر تھانوں اور نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا۔

بظاہر رکاوٹیں ہٹانے کے لئے کئے گئے اس آپریشن کا مقصد ایک طرف قائد انقلاب کی پاکستان آمد سے قبل کارکنان اور عوام الناس کو ہراساں کرنا تھا تاکہ لوگ خوف و دہشت کی وجہ سے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور دوسری طرف اس حملہ کے دوران قائد انقلاب کے اہل خانہ کو بھی جانی نقصان پہنچانا تھا۔ اس کے لئے رہائش گاہ کو سنائپرز اور شوٹرز نے بالخصوص اپنا نشانہ بنایا اور گولیوں سے رہائش گاہ کے دروازے، کھڑکیاں اور کمرے چھلنی کر دیئے۔ رہائش گاہ پر اس قدر خطرناک حملہ حکام کی بدنیتی کو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اگر بیریئرز ہٹانا مقصود تھا تو وہ گھر سے باہر لگے تھے اور جنہیں وہ ہٹا چکے تھے، اس کے بعد گھر اور مرکزی سیکرٹریٹ کے اندر گولیاں مارنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ ایلیٹ فورس اور پولیس سنائپرز اور شوٹرز نے پولیس افسروں کی نگرانی اور معاونت سے سیکرٹریٹ اور قائد انقلاب کی رہائش کے اردگرد یوں محاصرہ کر رکھا اور پوزیشنز سنبھال رکھی تھیں جیسے پاک بھارت جنگ یا دہشت گردوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ آپریشن میں قائم مقام ڈی آئی جی رانا عبدالجبار، ایس پی ماڈل ٹاؤن طارق عزیز، ایس پی اقبال ٹاؤن فرخ رضا، ایس پی صدر اویس، ایس پی صفدر معروف واہلہ سمیت تمام ڈویژنوں سے ڈی ایس پی، تھانوں کی نفری اور پولیس لائن کی نفری نے بھی حصہ لیا جبکہ پولیس کی مختلف فورسز نے بھی آپریشن میں حصہ لیا جن میں انوسٹی گیشن ونگ، آپریشن ونگ، کوئیک رسپانس فورس، ایلیٹ فورس شامل ہے۔

پولیس آپریشن کے دوران زخمی ہونیوالے عوامی تحریک کے کارکنوں کو طبی امداد دینے کیلئے آنیوالی ایمبولینس پر پولیس اہلکار لاٹھی چارج کرتے رہے اور ایمبولینس کے ڈرائیوروں کو مسلسل پیچھے رہنے کے احکامات دیئے جاتے رہے۔ مرکزی سیکرٹریٹ کے پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں کو توڑا گیا۔ پولیس نے دوران آپریشن میڈیا کی موجودگی کے باوجود بے خوف ہو کر ظلم جاری رکھا۔ کئی گھنٹے مرکزی سیکرٹریٹ کے مرکزی دروازوں پر پولیس کا جبراً قبضہ رہا۔ آنسو گیس کے شیل اور گولیاں مرکزی سیکرٹریٹ کے اندر آکر لگتی رہیں۔ پولیس کی جانب سے عوامی تحریک کی کارکن خواتین، بچوں اور معمر باریش افراد کے ساتھ ظلم و بربریت کے واقعات اس نام نہاد جمہوری نظام کے منہ پر ایک طمانچہ ہیں۔ پولیس خواتین کو سڑکوں پر گھسیٹتی نظر آئی۔ بچوں کو اٹھا اٹھا کر پولیس گاڑیوں میں پھینکنے، باریش بزرگوں کو ڈنڈوں وٹھڈوں سے تشدد کا نشانہ بنانے اور انکے کپڑے پھاڑنے کے دلخراش منظر وہاں موجود لوگوں نے براہ راست اور پوری قوم نے الیکٹرانک میڈیا کے کیمروں کی آنکھ سے براہ راست دیکھے۔

اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پاکستان بھر میں کارکنان تحریک اور سول سوسائٹی کے افراد نے اپنے اپنے شہروں میں اس بربریت کے خلاف بھرپور پرامن مظاہرے اور احتجاج کئے۔

منہاج القرآن سیکرٹریٹ کے گرد سیکیورٹی بیریئرز چار سال قبل ہائی کورٹ کے حکم سے ماڈل ٹاؤن پولیس کی نگرانی میں لگائے گئے تھے۔ اس وقت جب طالبان نے حملے کرنے کی دھمکی دے رکھی ہے، پولیس نے سیکیورٹی بیریئرز کو ہٹا کر

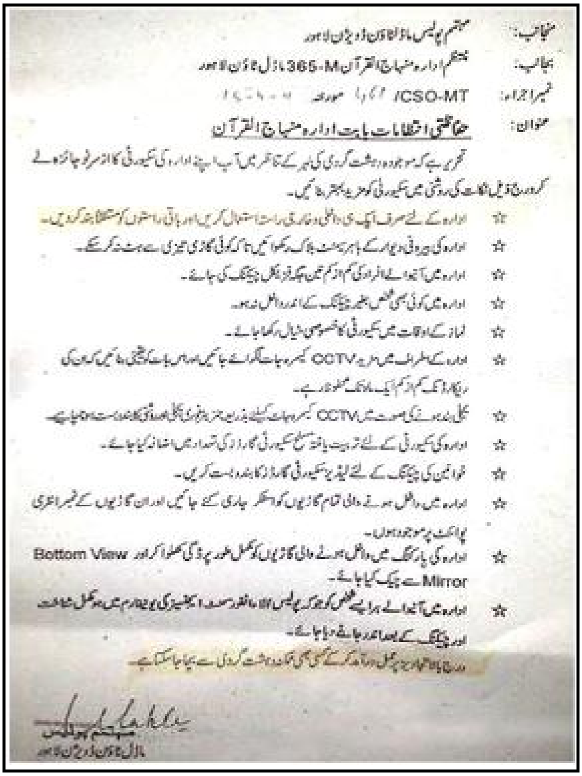

منجانب: مہتمم پولیس ماڈل ٹاؤن ڈویژن لاہور
بجانب: مہتمم ادارہ منہاج القرآن M-365 ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر اجراء: /CSO-MT
عنوان: حفاظتی انتظامات بابت ادارہ منہاج القرآن

[illegible]

☆ [illegible] OCTV [illegible]
☆ [illegible] CCTV [illegible]
☆ [illegible] Bottom View [illegible] Mirror [illegible]

[illegible]

مہتمم پولیس
ماڈل ٹاؤن ڈویژن لاہور

دہشت گردوں کو موقع فراہم کیا ہے۔ سیکیورٹی کو بڑھانے کی بجائے ختم کردیا گیا۔ انکے اس اقدام سے یہ واضح ہوگیا کہ سیکیورٹی بیریئرز ہٹانے کے بعد وہ دہشت گردانہ کارروائی کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پرامن کارکنوں پر کیے گئے حملے سے قائد انقلاب کی وہ پیشگی ایف آئی آر درست ثابت ہوگئی جو انہوں نے موجودہ حکمرانوں کے خلاف کٹوانے کا میڈیا پر اعلان کررکھا ہے۔ حکومت نے جو سفاکانہ اقدام کیا ہے وہ دہشت گردی کے فروغ کا راستہ کھولے گا۔ بوکھلاہٹ کے شکار نواز شریف، شہباز شریف، رانا ثناء اللہ اور خواجہ سعد رفیق جیسے لوگ اس ملک کا امن وسکون برباد کرنا چاہتے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں پولیس کی جانب سے ایسی بھیانک کارروائی اور دہشت گردانہ اقدامات انقلاب کو روک نہیں سکتے۔ ہم پرامن ہیں اور بدستور پرامن رہنا چاہتے ہیں، لیکن حکمران اپنی بوکھلاہٹ میں اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا نے اس پورے واقعہ اور آپریشن کی مکمل کاروائی عوام پاکستان تک پہنچاتے ہوئے ان حکمرانوں کے کالے کرتوتوں کو قوم کے سامنے عیاں کردیا۔ اس واقعہ کی سفاکیت، درندگی، ظلم، بربریت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی، علاقائی، سماجی تنظیمات نے اسے ایک المناک واقعہ قرار دیتے ہوئے دو ٹوک انداز میں موجودہ حکمرانوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے بڑے معصومانہ انداز میں اس واقعہ سے بے خبری کا اظہار کیا کہ مجھے اس قسم کے کسی بھی آپریشن کی اطلاع نہ تھی اور نہ میرے حکم پر گولیاں چلائی گئیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ 15 گھنٹے سے ایک سفاکانہ واقعہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے دکھایا جارہا ہے اور حکمرانوں کو اس کی کوئی خبر نہیں۔ ایسی صورت حال میں انہیں اس عہدے پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعد ازاں انہوں نے ''نہتے اور بے گناہ شہریوں پر فائرنگ کسی بھی صورت قبول نہیں'' کے الفاظ ادا کرتے ہوئے رانا ثناء اللہ سے استعفیٰ لیا۔ وزیراعلیٰ کا یہ بیان ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے کہ ہم نہتے اور پرامن تھے، پولیس نے دہشت گردی کی ہے۔ اس لئے کہ پہلے انہوں نے ہم پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا تھا۔ لہذا اب خود ہی بے گناہ قرار دے کر ہمارے مؤقف کو درست تسلیم کرلیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں جب طالبان کے خلاف اتنا بڑا آپریشن شمالی وزیرستان میں کیا جارہا ہے، قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس آپریشن کو جہاد قرار دیا ہے، نیز دہشت گردی کے خلاف تاریخی فتویٰ دینے کی وجہ ان پر یا ان کے کسی ادارے پر حملہ ہوسکتا تھا تو ان کی سیکیورٹی کے لئے بنائے گئے حصار کو توڑنے کے لئے کس کی

طرف سے احکامات جاری ہوئے؟ لازمی بات ہے کہ اس طرح کی حرکت حکمرانوں کی رضا مندی، آشیر باد اور منصوبہ سازی کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ پولیس گردی کی بدترین مثال ہے۔ پولیس جدید ہتھیاروں سے لیس ہوکر کیا صرف تجاوزات ہٹانے پہنچی تھی؟ نہیں بلکہ اس کے درپردہ ان کے مکروہ مقاصد تھے۔ پولیس کی جانب سے ’’معرکہ‘‘ ماڈل ٹاؤن میں عوامی تحریک کے نہتے کارکنوں، خواتین اور بچوں پر ظلم و بربریت اور خون کی ہولی کھیلنے کے واقعہ کو تجاوزات کے خلاف معمول کی کارروائی قرار دینا انتہائی مضحکہ خیز اور ناقابل فہم ہے۔ سیاسی وابستگیوں پر تعینات پولیس افسران کی جانب سے شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری سے ریاستی تشدد کا یہ بدترین واقعہ رونما ہوا ہے۔ اس آپریشن میں لاہور کی 6 ڈویژن کے ایس پیز کے علاوہ ایس پی سی آئی اے، ایس پی ہیڈکوارٹر، سمیت درجنوں ڈی ایس پیز، اے ایس پیز، انسپکٹرز اور بھاری نفری نے حصہ لیا۔ تعجب کی بات ہے کہ دہشت گردی سے نپٹنے کیلئے تیار کی گئی کوئیک رسپانس فورس، سنائپرز اور ایلیٹ کمانڈوز کی بڑی تعداد نے بکتر بند گاڑیوں سمیت اس خون کی ہولی میں اپنے ہاتھ رنگے۔ پولیس حکام آپریشن کے دوران پولیس اہلکاروں کی ہلاکت کی جھوٹی اطلاع میڈیا کو فراہم کرتے رہے جبکہ کوئی پولیس اہلکار ہلاک نہیں ہوا بلکہ عام شہری ہی مارے گئے۔ یہ واقعہ سیاسی انتقام کے سواء کچھ نہیں، نیز عوام پاکستان کو بھی اس واقعہ کے آڑ میں باور کروادیا گیا کہ ہم حکمران، غیرت، شرم و حیاء کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ریاستی جبر و بربریت کے ذریعے دبادیں گے۔ نام نہاد آپریشن کے نام پر اس کا عملی اظہار سامنے آیا اور زبانی اظہار میڈیا پر آنے والے ان کے بیانات ہیں کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود نہایت ڈھٹائی کے ساتھ حکومتی وزراء اپنے مؤقف پر موقف بدلتے جارہے ہیں اور اپنے کیئے پر کسی بھی قسم کی ندامت و شرمندگی کا اظہار نہیں ہے۔ وفاقی وصوبائی وزراء جو دراصل ان کے گھریلو ملازم ہیں وہ ابھی تک نہایت بے شرمی کا مظاہرہ کرتے نظر آرہے ہیں۔

☆ قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری نے اس بہیمانہ واقعہ کے نتیجہ میں ہونے والی شہادتوں کا مقدمہ شریف برادران اور انکی کابینہ کے اہم وزراء کے خلاف درج کرانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ

’’پولیس کی مدعیت میں کسی ایف آئی آر اور انکوائری کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتے، کارکنوں کی شہادت کے بدلے حکومت کا جانا ٹھہر چکا۔ موجودہ حکمران 90ء کی دہائی سے فوج کیخلاف ہیں اور اب وزیرستان میں آپریشن کو ناکام بنانے کیلئے ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔ شہبازشریف ڈھونگ رچا رہے ہیں کہ انہیں کچھ معلوم نہیں، یہ سب انکی مرضی پر ہی پولیس نے کیا ہے۔ پولیس نے میرے گھر کے دروازوں پر فائرنگ کیوں کی، بیریئر تو گھر کے باہر لگے ہوئے تھے۔ حکمران انقلاب کو نہیں روک سکتے، انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہمارے گارڈز کے پاس بھی لائسنسی اسلحہ تھا، اگر وہ چاہتے تو پولیس کو نشانہ بنا سکتے تھے، لیکن ہم نے صبر اور تحمل سے کام لیا۔ ہم نے اچھے مقاصد کیلئے فوج کی حمایت کی ہے جس کی ہمیں سزا دی جارہی ہے۔

پولیس نے جس طرح نہتے کارکنوں پر ریاستی جبر اور دہشت گردی کی اسکی پاکستان کی 65 سالہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ماضی میں یہاں حکومتیں رہیں مگر کسی نے ایسی دہشت گردی نہیں کی۔ جہاں تک بیریئر لگانے کا تعلق ہے تو یہ لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر لگائے گئے اور اسوقت کے پولیس افسران خود یہاں آکر یہ بیریئر لگواتے رہے، اگر یہ بیریئر غلط تھے تو چار برس سے پنجاب کے حکمرانوں کو کیوں نظر نہیں آئے اور یہاں پر مسلم لیگ (ن) کی ہی حکومت رہی ہے لیکن اصل مسئلہ بیریئر نہیں بلکہ وہ انقلاب ہے جو عنقریب آنے والا ہے۔ حکمرانوں نے بوکھلاہٹ میں تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر حملہ کیا ہے۔ ہم کارکنوں کی شہادت کا مقدمہ وزیر اعظم نواز شریف‘ وزیر اعلیٰ شہباز شریف‘ وفاقی وزراء چوہدری

نثار، خواجہ آصف، خواجہ سعد رفیق، پرویز رشید، عابد شیر علی، وزیر قانون رانا ثنا اللہ، آئی جی، ڈی آئی جی اور ایس پی اور متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کیخلاف درج کرائیں گے۔ ہم جوڈیشل کمیشن کو مسترد کرتے ہیں، حکمران جو چاہیں کرلیں ظالموں کی حکومت کا خاتمہ کروں گا۔ حکمرانوں کا مقصد میری رہائش گاہ اور منہاج القرآن کے باہر سے بیرئیر ہٹانا نہیں بلکہ ان کے چار مقاصد تھے:

۱۔ وہ اس کاروائی کے ذریعے ملک میں افراتفری پیدا کرنا چاہتے تھے۔

۲۔ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کو ناکام بنانا چاہتے تھے۔

۳۔ میری آمد کے موقع پر لوگوں کو خوفزدہ کرکے جمع ہونے سے روکنا چاہتے ہیں۔

۴۔ میرے اہل خانہ کو جانی نقصان پہنچانا چاہتے تھے تاکہ میں اور میرے کارکنان ڈر کر انقلاب کے لئے باہر نہ نکلیں۔

شہدائے انقلاب 17 جون 2014ء

۱۔ شازیہ مرتضٰی زوجہ غلام مرتضٰی (باغبانپورہ۔ لاہور) (28 سال)

۲۔ تنزیلہ امجد زوجہ محمد امجد (باغبانپورہ۔ لاہور) (30 سال)

۳۔ محمد عمر صدیق ولد میاں محمد صدیق (کوٹ لکھپت۔ لاہور) (19 سال)

۴۔ صفدر حسین ولد علی محمد (شیخوپورہ) (35 سال)

۵۔ عاصم حسین ولد معراج دین (گاؤں مناواں۔ لاہور) (22 سال)

۶۔ غلام رسول ولد محمد بخش (تاج پورہ سکیم۔ لاہور) (56 سال)

۷۔ محمد اقبال ولد خیر دین (چونگی امرسدھو۔ لاہور) (42 سال)

۸۔ محمد رضوان خان ولد محمد خان (چکوال) (سٹوڈنٹ شریعہ کالج)

۹۔ خاور نوید رانجھا ولد محمد صدیق (سٹوڈنٹ شریعہ کالج۔ کوٹ مومن سرگودھا)

۱۰۔ محمد شہباز ولد اظہر حسین (مریدکے) (17 سال)

ان کے اس مذموم منصوبہ کے سامنے میرے کارکن رکاوٹ بنے تو انہوں نے وہاں موجود خواتین پر بھی گولیاں چلادیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی جانب سے پولیس حکام کی سرزنش اور وزیر قانون سے استعفیٰ لینا اور انکوائریوں کے احکامات جھوٹا ڈرامہ ہیں، وہ خود قاتل ہیں یہ سب کچھ ان کے حکم پر ہوا۔ لہذا وزیراعظم، وزیراعلیٰ اور وہ وزراء جن کو میں پہلے ہی نامزد کرچکا ہوں سب استعفیٰ دیں۔ حکمرانوں کے اس اقدام سے انقلاب کی منزل اور قریب آگئی ہے۔ موجودہ حکمرانوں کی موجودگی میں انصاف کی توقع نہیں۔ اس حکومت کے خاتمے اور انقلاب کی صورت میں شہید کارکنان کا قصاص لیں گے"۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ تجاوزات کے خلاف کسی بھی مقام پر آپریشن ہوتا ہے تو اس کے لئے پہلے ڈی سی او پولیس کے سربراہ کو لیٹر لکھ کر مدد طلب کرتا ہے جس کی روشنی میں متعلقہ پولیس کو احکامات جاری کئے جاتے ہیں کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ٹیم کے ساتھ مل کر آپریشن کیا جائے اور کار سرکار میں مداخلت کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ ڈی سی او کی طرف سے ٹی ایم او کی نگرانی میں ٹیم تشکیل دی جاتی ہے اور انہیں سرکاری مشینری دے کر متعلقہ تھانے بھیجا جاتا ہے۔ متعلقہ افسر آمد کی رپٹ درج کراتا ہے جس میں پولیس سے معاونت کا کہا جاتا ہے۔ پولیس تب بروئے کار آتی ہے جب سرکاری عملے پر تشدد یا مزاحمت کی جائے۔ یہاں اس تمام کے برعکس ہوا کہ رات کے 1:30 بجے تجاوزات کے خلاف آپریشن کرنے پہنچ گئے اور پھر عدالتی سرکلر دکھانے کے باوجود پولیس نے مارکٹائی شروع کردی۔ ڈی آئی جی آپریشن کی موجودگی میں بزرگ شہریوں، خواتین کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا اور انہوں نے کوئی ایکشن نہ

لیا۔ اہلکاروں کو احکامات دینے کے بجائے وہ ن لیگی کارکن گلو بٹ کی لوٹ مار سے لائے ہوئے ٹھنڈے مشروبات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پوری قوم نے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایک نہیں بلکہ سادہ لباس میں ملبوس کئی گلو بٹوں کو نہتی عوام پر سیدھی گولیاں مارتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

قائد انقلاب کی وطن واپسی

محترم قارئین! قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی وطن آمد کے وقت حکمرانوں نے کیا طرزِ عمل اپنایا، اس کا نظارہ پوری پاکستانی قوم الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے کر چکی ہے۔ 23 جون 2014ء قائد انقلاب کی اسلام آباد ایئر پورٹ پر صبح تقریباً 8 بجے آمد کے پیش نظر ملک بھر سے لاکھوں عوام پاکستان اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لئے 22 جون سے ہی اسلام آباد کے لئے اپنے سفر کا آغاز کر چکے تھے۔ حکومت 17 جون منہاج القرآن سیکرٹریٹ اور رہائش گاہ قائد انقلاب پر ریاستی جبرو دہشت گردی کے باوجود ندامت و شرمندگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر طاقت کے ذریعے عوام کی آواز کو روکنے کی کوششوں میں مصروف عمل نظر آئی۔ اس استقبال کو ناکام بنانے کے لئے انہوں نے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے۔ کارکنان کو اسلام آباد جانے سے روکنے کے لئے نہ صرف ملک بھر سے کارکنان کی گرفتاریاں شروع کر دیں بلکہ اسلام آباد اور راولپنڈی کو جگہ جگہ کنٹینرز لگا کر مکمل طور پر سیل کر دیا گیا۔ بڑی تعداد میں پولیس تعینات کرتے ہوئے دفعہ 144 نافذ کر دی گئی۔

کارکنان 22 جون کی پوری رات اسلام آباد ایئر پورٹ کی طرف جانے کے لئے مکمل کوششیں کرتے رہے۔ ایک طرف موٹروے، جی ٹی روڈ پر قافلوں کو آگے بڑھنے سے روکا جا رہا تھا اور دوسری طرف موٹروے اور جی ٹی روڈ سے لنک دیگر شہروں سے آنے والی سڑکوں کو بھی بلاک کر کے کارکنان کے قافلوں کو ریاستی جبر کے ذریعے روکا جا رہا تھا۔ ان تمام رکاوٹوں، اوچھے ہتھکنڈوں اور ریاستی جبر کے باوجود کارکنان پولیس کی لاٹھی چارج اور آنسو گیس شیلنگ کی بوچھاڑ میں تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے ایئر پورٹ کے قریب پہنچ گئے۔ پولیس نے حکمرانوں کے کہنے پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی مگر کارکنان کے حوصلوں، جذبوں اور جرأت نے ان تمام مظالم کو شکست فاش دے دی۔

قائد انقلاب کینیڈا سے لندن، لندن سے دوبئی اور دوبئی سے اسلام آباد کی طرف 3 دن سے محوِ سفر تھے۔ ہر آنے والا لمحہ حکمرانوں کو اپنا آخری لمحہ محسوس ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ صرف قائد انقلاب کی ملک پاکستان میں واپسی تھی، ابھی انقلاب کے لئے فائنل کال نہیں دی گئی مگر حکمران اس عوامی استقبال سے ہی اتنے بدحواس ہو چکے تھے۔ نہ صرف ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے بلکہ حکومتی وزراء کے منہ سے غصہ سے جھاگ بھی نکل رہی تھی۔ نام نہاد وزیراعظم سے لے کر پنجاب کی صوبائی حکومت کے جملہ ذمہ داران کو کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ کبھی ریاستی جبر کے ذریعے عوام کو اسلام آباد ایئر پورٹ آنے سے روکنے کا حکومت دیتے اور کبھی دوسری حکمت عملیوں پر غور شروع کر دیتے۔

بالآخر صبح 8:30 بجے قائد انقلاب کو لے کر آنے والا جہاز کا اسلام آباد ایئر ٹاور کے ساتھ رابطہ ہوا۔ حکومتی نادانی، بدحواسی اور فیصلہ نہ کرنے کی صلاحیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس طیارہ نے ایئر پورٹ کے اردگرد مسلسل 8 چکر لگائے اور اسے لینڈ کرنے کی اجازت نہ مل سکی اور بالآخر انہوں نے جہاز کو لاہور کی طرف جانے کا حکم صادر کر دیا۔ یہ حکمرانوں کی طرف سے اس طیارہ کو ہائی جیک کرنا ہی تھا کہ ایک انٹرنیشنل پرواز کو بغیر کسی تکنیکی وجہ سے اس کے اصل مقام پر نہ اترنے دیا گیا۔

امارات ایئرلائنز کی یہ پرواز اسلام آباد سے جونہی ریاستی جبر، حکومتی ہائی جیکنگ کے نتیجے میں لاہور کی طرف محو پرواز ہوئی تو پوری قوم نے بیک آواز اس حکومتی اقدام کو انتہائی افسوسناک اور شرمناک قرار دیا۔ اس اقدام نے حکومتی بدحواسی اور بوکھلاہٹ کو نہ صرف پوری پاکستانی قوم کے سامنے بلکہ عالمی سطح پر بھی بے نقاب کردیا۔ لاہور اور گردونواح سے ہزاروں لوگوں نے اب لاہور ایئرپورٹ کا رخ کرلیا اور چند ہی لمحوں میں لاہور ایئرپورٹ بھی ’’انقلاب، انقلاب، مصطفوی انقلاب‘‘ اور ’’جرأت و بہادری۔ طاہرالقادری‘‘ کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس حکومتی دہشت گردی اور ریاستی جبر پر احتجاج کرتے ہوئے طیارے سے اترنے سے انکار کردیا۔ قائد انقلاب کے ہمراہ انٹرنیشنل ونیشنل میڈیا کے درجنوں نمائندے اور انٹرنیشنل NGO's کے درجنوں افراد بھی محو سفر تھے۔ وہ تمام بھی اس حکومتی اقدام کو انتہائی شرمناک قرار دیتے ہوئے اسے عالمی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی قرار دے رہے تھے کہ حکومت نے کس قاعدہ و قانون اور وجہ کے تحت ایک پرواز کو اپنی مقررہ جگہ پر لینڈ نہ کرنے دیا اور اپنے ہی ملک کے شہری کو وطن آمد پر ناحق روک رہے ہیں۔ پانچ گھنٹے تک قائد انقلاب احتجاجاً جہاز میں ہی تشریف فرما رہے اور بالآخر ملک وقوم کو حکومتی جبرو دہشت گردی کے ذریعے مزید کسی سانحہ سے بچانے کے لئے حکومتی سیکیورٹی پر مکمل عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دیرینہ دوست گورنر پنجاب محترم چوہدری محمد سرور کی ذاتی حیثیت سے کی گئی درخواست پر ان کے ساتھ طیارہ سے باہر تشریف لے آئے۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری طیارے سے باہر آنے کے بعد اپنے تمام کارکنوں کے ہمراہ سب سے پہلے جناح ہسپتال پہنچے اور 17 جون پولیس فائرنگ کے باعث زخمی ہوجانے والے کارکنوں کی عیادت کی۔ جناح ہسپتال سے زخمیوں کی عیادت کے بعد قائد انقلاب منہاج القرآن سیکرٹریٹ پہنچے جہاں ہزاروں کی تعداد میں مرد وخواتین کارکنوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ اس موقع پر انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

’’میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں جسکی توفیق سے میں اس دور کے ہٹلر اور مسولینی کی ریاستی دہشتگردی اور جہاز کو ہائی جیک کرنے کے اقدام کے باوجود خیر خیریت سے اپنے کارکنوں، عوام کے درمیان اور اس دھرتی پر موجود ہوں۔ ملک پاکستان میں 20 کروڑ محروم اور مظلوم ماؤں بہنوں، جوانوں کا مستقبل تاریک کر دیا گیا ہے۔ میں اس ملک کے ہر طبقہ کا مقدر بدلنے کے لئے میدان میں نکلا ہوں۔ عوامی تحریک کے کارکنوں نے اپنا خون دے کر انقلاب کی بنیاد رکھ دی ہے اب قوم کی باری ہے کہ وہ باہر نکلے اور اپنا فیصلہ کن کردار ادا کرے۔ اب زیادہ دیر نہیں، انقلاب دروازے پر دستک دے رہا ہے، بہت جلد عوام اس حکومت کا تختہ الٹیں گے، یہ حکمران جیلوں میں ہونگے اور ان سے پائی پائی کا حساب لیا جائیگا۔ ایسا احتساب ہوگا جو ملک کی 65 سالہ تاریخ میں کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ انقلاب کے نتائج کے بعد نظام بدلے گا، اسکے بعد میں خود صاف اور شفاف الیکشن کراؤں گا۔ میں حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ اتنا ظلم کرو جتنا کل خود بھی سہ سکو۔ تمام تر حکومتی دہشت گردی اور رکاوٹوں کے باوجود میں اپنی دھرتی اور کارکنوں کے درمیان موجود ہوں۔ میں 16 اور 17 جون کو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے کارکنوں کی عظمت اور قربانیوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ الیکٹرانک میڈیا نے جس جرأت کا مظاہرہ کیا، انہیں بھی بھرپور خراج تحسین پیش کرتا اور ان کے لئے دعا گو ہوں۔ میں جلد انقلاب کی فائنل کال دینے والا ہوں۔ یہ حکمران میری آمد سے ہی بدحواس اور بوکھلاہٹ کا شکار ہوچکے ہیں۔ ان شاء اللہ انقلاب کے لئے میری فائنل کال اس فرسودہ سیاسی اور غیر جمہوری نظام کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی اور خاندانی بادشاہت کے اس دور کا خاتمہ ہوگا‘‘۔

قائد انقلاب کی طرف سے شہید کارکنان کے لئے ''شہید انقلاب ایوارڈ'' اور ورثاء کی تاحیات مالی کفالت کا اعلان بھی کیا گیا۔

☆ قائد انقلاب کے ملک پاکستان میں واپسی کو روکنے کے لئے اسلام آباد و راولپنڈی میں بالخصوص اور پورے ملک میں بالعموم حکمرانوں نے جس ریاستی جبر و دہشت گردی کا مظاہرہ کیا، ملک پاکستان کی تمام سیاسی، مذہبی، سماجی تنظیمات اور ہر طبقہ فکر کے نمائندوں نے بھرپور مذمت کی۔ قائد انقلاب کے طیارے کو اسلام آباد کے بجائے لاہور اتارنے کو حکومت کی ایک بھونڈی، شرمناک اور مذموم حرکت قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''حکومتی جارحانہ ہتھکنڈوں سے معاملات کو بگاڑ رہی ہے۔ حکومت کی اپنی صفوں سے اسے نقصان پہنچایا جارہا ہے۔۔۔ حکمرانوں کی جانب سے پے در پے غلطیاں کی جا رہی ہیں۔ حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہے، اب یہ ڈری ہوئی حکومت کسی بھی صورت سنبھل نہیں سکتی، حکمران اپنے سائے سے بھی ڈر رہے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا وطن واپس آنا ان کا جمہوری اور قانونی حق ہے۔ حکومت نے طیارے کا رخ موڑ کر اور کارکنوں کو استقبال سے روک کر غیر جمہوری اقدام کیا۔ دو تہائی اکثریت رکھنے والا وزیراعظم اگر ایک لیڈر کے استقبال سے خوفزدہ ہے تو پھر اس حکومت کا اللہ ہی حافظ ہے۔۔۔ ملک میں قیادت کا فقدان ہے۔ حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہیں۔ طیارے کا رخ موڑنے پر یہ مسئلہ عالمی سطح پر اجاگر ہو گیا کیونکہ بین الاقوامی فضائی کمپنی کے پرواز کو موڑا گیا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہوش مندی کا مظاہرہ کرے اور پاکستان عوامی تحریک کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرے۔۔۔ نواز شریف نے 1999ء کی تاریخ دہرائی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب یہ حکومت اپنے ہاتھوں کا کیا بھگتے گی۔۔۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف کارروائی مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے خوفزدہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ مسلم لیگ ن کی حکومت پنجاب پولیس کے مسلح ونگ کو اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کر رہی ہے۔ طیارہ اسلام آباد میں اتر جاتا تو کوئی قیامت برپا نہ ہو جاتی۔۔۔ حکومت نے غیر ملکی ائیر لائن کے طیارے کا رخ موڑ کر طیارہ ''ہائی جیکنگ'' کی ابتدا کی ہے۔ نواز شریف طیاروں کا رخ موڑنے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کے جہاز کا رخ موڑنے والوں پر ہائی جیکنگ کا مقدمہ چلنا چاہیے، طیارے کا رخ موڑنا غیرقانونی آمرانہ عمل ہے۔۔۔ حکومت کے چھاپوں، گرفتاریوں اور رکاوٹوں کے باوجود ہزاروں کارکنان کا اسلام آباد ائیرپورٹ پہنچ جانا حکومت کی شکست ہے۔۔۔ طاہرالقادری کی پاکستان آمد سے انقلاب کی جدوجہد تیز ہو گی۔ حکومت نے ڈاکٹر طاہرالقادری کے استقبال میں رکاوٹیں ڈال کر آمرانہ سوچ کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔ ڈاکٹر طاہر القادری کو گھنٹوں یرغمال بنائے رکھنے عوامی تحریک کے کارکنان اور عوام الناس کو دن بھر ملک کی سڑکوں اور چوراہوں پر ہراساں کرنے کا عمل موجودہ حکمرانوں کی سیاسی خودکشی ہے۔ جلسے، جلوس اور ریلیاں عوام کا جمہوری حق ہے''۔

محترم قارئین! یہ بات طے ہے کہ ان حکمرانوں کے تمام تر اوچھے ہتھکنڈے اللہ رب العزت کی غیبی مدد ونصرت سے خود ہی بے نقاب ہوں گے اور ناکامی و ذلت ان کا مقدر ٹھہرے گی۔ اللہ رب العزت نے ڈاکٹر طاہرالقادری کے ہاتھوں عوامی جمہوری مصطفوی انقلاب اس دھرتی کا مقدر کردیا ہے جسے آکر ہی رہنا ہے۔ نام نہاد حکمران اس کو روکنے کے لئے جتنے بھی اقدامات کرلیں اب اس فرسودہ سیاسی نظام کے ساتھ ساتھ ان حکمرانوں کے دن بھی گنے جاچکے ہیں۔ ان حکمرانوں سے لوٹ مار، کرپشن، عوام کے حقوق کی پامالی کا حساب لیا جائے گا۔ اب نظام بدلا جائے گا۔۔۔ سرعام بدلا جائے گا۔

پرسکون زندگی کا اہم راز

شفاقت علی شیخ

انسانی زندگی کا عجیب المیہ ہے کہ ہر انسان سکون کو پانا چاہتا ہے اور ساری زندگی اُس کے لیے تگ و دو بھی کرتا رہتا ہے مگر اس کے باوجود جن لوگوں کو سکون حاصل ہوتا ہے وہ اُنگلیوں کی پوروں پر گنے جا سکتے ہیں اور لوگوں کی اکثریت بے سکونی اور بے اطمینانی کی آگ میں جلتے ہوئے زندگی گزار کر بالآخر گمنامی کے قبرستان میں دفن ہو جاتی ہے۔اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ انسان نہ تو محض گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور نہ ہی صرف حواسِ خمسہ کا مجموعہ ۔بلکہ اس ظاہری ڈھانچے کے پیچھے ایک روح بھی موجود ہے جو انسان کی شخصیت کا اصلی حصہ ہے۔ اُس روح کو ان مادی اور حسی سامانوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اُس کے اپنے لوازمات ، اپنے تقاضے اور اپنی ضروریات ہیں۔ جب تک اس کی تسکین کا سامان فراہم نہیں کیا جاتا انسان جو کچھ مرضی کر لے وہ حقیقی سکون اور اطمینان کی دولت سے محروم رہے گا۔

انسانی زندگی کا بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ مادی سامانوں میں گم ہو کر اپنی فطرت سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ زندگی کا سارا حسن اپنی فطرت سے آگاہ ہونے اور اُس کے قرب و جوار میں زندگی بسر کرنے میں ہے ۔ فطرت سے آگاہ ہونے کا مطلب فطرت کے قوانین کو جاننا اور زندگی کو اُن سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

یوں تو یہ قوانین بے شمار ہو سکتے ہیں تاہم اس ضمن میں تین اُصول ایسے ہیں جن کو سمجھتے ہوئے اگر قلب و باطن میں نقش کر لیا جائے اور زندگی کو عملاً اُن کے سانچے میں ڈھال لیا جائے تو زندگی ہر قسم کے خوف و غم ،فکر و اندیشہ اور انتشار و پراگندگی سے نجات پا کر حقیقی سکون واطمینان سے مسرور و مخمور ہو سکتی ہے۔یہ تین اُصول درج ذیل ہیں:

۱۔تعلقِ واحد۔۔۔۔۔تعلق باللہ

۲۔ قانونِ واحد۔۔۔۔قانونِ محبت

۳۔ اُصولِ واحد۔۔۔۔اُصولِ خیر

ان کی مختصر سی وضاحت سطورِ ذیل میں دی جا رہی ہے۔

۱۔تعلقِ واحد۔۔تعلقِ باللہ

کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک اللہ ہی ہے اور ہر چیز اپنی بقاء اور ارتقاء کے لیے اللہ کی ہی محتاج ہے۔تاہم انسان کا معاملہ بقیہ کائنات سے مختلف ہے۔اس کا اللہ کے ساتھ ایسا خصوصی تعلق ہے جو کسی اور مخلوق کا نہیں ہے۔اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ (الحجر:۲۹)

”اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا“۔

معلوم ہوا کہ انسان کے اندر پھونکی جانے والی روح کوئی عام نہیں ہے بلکہ اُس کا براہ راست تعلق فیضان اُلوہیت سے ہے۔گویا ہماری اصل یہی ہے ۔اب کسی بھی چیز کی قدر و قیمت، تروتازگی اور عروج و ترقی کا دارومدار اپنی

اصل کے ساتھ جڑے رہنے میں ہے مثلاً ایک درخت کی شاخ جب تک اُس کے ساتھ منسلک رہتی ہے ہری بھری رہتی ہے مگر جب اس سے جدا ہو جاتی ہے تو سوکھ جاتی ہے۔ یہی حال انسان کا ہے، اس کی حقیقی ترقی، بقاء، عروج اور ارتقاء کا تمام تر دار و مدار اس بات پر ہے کہ یہ اپنے خالق و مالک سے رابطے میں رہے ورنہ پھر زوال ہی زوال ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق میں رہنے کا ذریعہ اُس کی یاد اور اطاعت میں رہنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکرہ کمثل الحی والمیت. (مشکوٰۃ المصابیح، ج ا ص ۱۹۶)

"اُس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اُس کی مثال جو ذکر نہیں کرتا ہے زندہ اور مردہ کی ہے۔"

گویا جو شخص اپنے رب کی یاد میں ہے وہی گویا حقیقی معنوں میں زندہ ہے اور جو اپنے خالق و مالک کو بھول کر زندگی گزار رہا ہوتا ہے، وہ بظاہر زندہ دکھائی دیتا ہے مگر حقیقتاً مردہ ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے خالق و مالک کو بھول جاتا ہے تو اُسے بطورِ خاص دو سزائیں ملتی ہیں۔

(i) دشمن (شیطان) کے حوالے کر دیا جاتا ہے

چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ. (الزخرف ۴۳:۳۶)

"اور جو شخص (خدائے) رحمان کی یاد سے صرفِ نظر کرلے تو ہم اُس کے لیے ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ جڑا رہتا ہے"۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الشیطان جاثم علیٰ قلب ابن اٰدم اذا ذکر خنس و اذا غفل وسوس. (مشکوٰۃ المصابیح، ج ا ص ۵۰۳)

"شیطان ابن آدم کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے۔ جب انسان ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے"۔

شیطان چونکہ مکمل طور پر منفیت ہے لہٰذا جب وہ کسی بندے کا ساتھی بنتا ہے اور اُس پر مسلط ہو جاتا ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُس کے ذہن میں منفی سوچیں، تخریبی اور غیر صحت مند خیالات اور رجحانات جنم لیتے ہیں۔ جن کے نتیجے میں وہم، وسوسے، خدشے، ڈر، خوف اور ڈراؤنے خواب وغیرہ جیسی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

(ii) اللہ تعالیٰ کو بھولنے کا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کو اُس کا اپنا آپ بھلا دیا جاتا ہے کقولہ تعالیٰ

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ.

"اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو اللہ کو بھلا بیٹھے پھر اللہ نے اُن کی جانوں کو ہی اُن سے بھلا دیا (کہ وہ اپنی جانوں کے لیے ہی کچھ بھلائی آگے بھیج دیتے)"۔ (الحشر ۵۹:۱۹)

گویا خدا فراموشی کا لازمی نتیجہ خود فراموشی ہے۔ اور جب انسان خود فراموش بن جاتا ہے تو اُسے اپنا مقام و مرتبہ اور قدر و قیمت سے آگاہی نہیں رہتی۔ وہ زندگی کے بازار سے کبھی بھی پوری قیمت وصول نہیں کرسکتا۔ اپنی سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے کہیں زیادہ قیمتی زندگی کو ادنی، نکمی، فانی اور ناپائیدار چیزوں کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے میں ضائع کرتا چلا جاتا ہے۔

لہٰذا زندگی کے دامن کو حقیقی مسرتوں اور راحتوں سے بھرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات کو جان اور مان لیں کہ ہماری ہستی ہر لمحہ خدا کی ہستی کی محتاج ہے اور اس کی بقاء ارتقاء اور عروج کا دارومدار اُس کے قرب اور اُس کی یاد میں رہنے میں ہے۔

(۲) قانونِ واحد......قانونِ محبت

پرسکون زندگی کے حصول کا دوسرا اصول و قانون "محبت" ہے۔ محبت اس کائنات کی روح اور اس کا بنیادی قانون ہے۔ ساری کائنات کا کارخانہ محبت کے جذبہ سے ہی چل رہا ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت کا رشتہ نہ ہو تو خاندانی زندگی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔۔۔ والدین کو اولاد سے محبت نہ ہو تو اُن

کی پرورش ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر دیکھیں اگر اس کائنات کے خالق اور مالک کو اپنی مخلوق سے محبت نہ ہو تو ایک لمحہ بھی باقی نہ رہے۔ ایک حدیثِ قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے۔ ننانویں اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ مخلوق میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ انسان تو کیا حیوانات بھی جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو وہ اُسی ایک حصے کا فیض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے اندر فطری طور پر اس جذبے کو رکھ دیا ہے۔ یہ جذبہ ہماری جبلت اور سرِشت میں اس طرح پیوست ہے کہ اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اسے وقتی طور پر دبایا جا سکتا ہے یا اس کا رخ غلط سمت میں موڑا جا سکتا ہے لیکن اسے ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ چونکہ ہمارا خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا ہمارے اس جذبہ محبت کی مستحق فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ. (البقرہ ۲: ۱۶۵)

''اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اُس کی مخلوق سے بھی محبت کی جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان

(ابوداؤد، السنن، رقم ۴۶۸۱، ۵۲۲۰/۴)

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے نفرت کی اور اللہ کے لیے کسی کو دیا اور اللہ کے لیے ہی کسی کو دینے سے رُکا تو بے شک اس نے ایمان کو مکمل کر لیا''۔

اس معاملے میں لوگ عام طور پر دو قسم کی غلطیاں کرتے ہیں:

(i) محبت کے جذبے کا رخ غلط سمت میں موڑ دیتے ہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر مرنے، مٹنے اور فنا ہو جانے والی صورتوں سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اپنی روح کو زخمی اور مردہ کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اللہ کی محبت تو دل کو زندہ کرتی ہے جب کہ فانی چیزوں کی محبت دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

(ii) دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اُس کی مخلوق سے نفرت کرتے ہیں۔ لوگوں کے اس رویہ سے ان کا دعویٰ محبت الٰہی غلط ہو جاتا ہے کیونکہ مصور سے محبت اور اُس کی تصویر سے نفرت سوائے منافقت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو سراپا محبت دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا:

المومن مالف ولا خير فيمن لا يالف ولا يولف

'' مومن اُلفت کا پیکر ہوتا ہے اور اُس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جو نہ تو دوسروں کو محبت دینا جانتا ہو اور نہ لینا جانتا ہو۔''

چنانچہ ایک سچے مومن کے دل میں دوسروں کے لیے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے چشمے اُبل رہے ہوتے ہیں اور اسی کا نام دین ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدين النصيحه قلنا لمن؟ قال لله ولرسوله ولكتابه ولائمة المسلمين ولعامتهم

''دین سراسر خیر خواہی ہے۔ ہم نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا اللہ کے لیے، اُس کے رسول ﷺ کے لیے، اُس کی کتاب کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عامۃ المسلین کے لیے''

یہاں ہر ایک کے حوالے سے خیر خواہی کا مفہوم قدرے مختلف ہوگا تاہم ہر جگہ پر محبت اور وفاداری کا مفہوم شامل ہوگا۔ اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت و مؤدت اور شفقت و رحمت کا تعلق رکھنا کتنا اہم اور ضروری ہے اس کا اندازہ اس فرمانِ رسول ﷺ سے لگایا جا سکتا ہے۔

لا يرحم الله من لا يرحم الناس.

(مشکوۃ المصابیح، ج ۳ ص ۷)

''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا۔''

لہٰذا ایک بندہ مومن کو ساری کائنات کے لیے سراپا رحمت و رافت ہونا چاہیے۔ ہمدردی و خیر خواہی کا پیکر ہونا چاہیے۔ اور اُس کا دل دوسروں کے حوالے سے ہر قسم کی میل کچیل سے پاک ہونا چاہیے ۔جو دل مخلوق کے حوالے سے نفرتوں ،کدورتوں ، رنجشوں ، عداوتوں اور گلوں شکوؤں سے بھرا ہوا ہے وہ کبھی خالق کی محبت کی لذتوں سے آشنا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی حقیقی سکون اور اطمینان کی کیفیتوں سے سرشار ہوسکتا ہے۔

(۳) اُصولِ واحد......اُصولِ خیر

پُرسکون زندگی کے چشمۂ صافی تک پہنچنے کے لیے جس تیسری چیز کو سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کائنات میں تکوینی طور پر جو کچھ بھی ہو رہا ہے اُس میں ایک ہی اُصول کارفرما ہے اور وہ ہے اُصولِ خیر۔

اللہ رب العزت اس کائنات کا خالق ہی نہیں ہے بلکہ واحد متصرف بھی ہے، اس کائنات کے ذرے ذرے میں اُسی کا حکم چل رہا ہے۔قرآن مجید میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں مقامات ہیں جہاں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کائنات میں اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا ۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اُس کی مرضی اور منشاء سے ہورہا ہے۔ دوسری طرف قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خدا سراپا خیر ہے اور اُس کے ہاں شر کا شائبہ بھی نہیں ہے ۔مثلاً ایک جگہ ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

’’(اے حبیب! یوں) عرض کیجیے: اے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے سلطنت عطا فرما دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تُو جسے چاہے عزت عطا فرما دے اور جسے چاہے ذلّت دے، ساری بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے، بے شک تُو ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے‘‘۔ (آل عمران۳:۲٦)

مندرجہ بالا آیت میں جو نکتہ غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ بادشاہی کا ملنا اور چھننا دو متضاد چیزیں ہیں۔اسی طرح عزت کا ملنا اور ذلت کا ملنا بھی دو بالکل متضاد حالتیں ہیں۔ جس انداز میں گفتگو چل رہی تھی اُس کا تقاضا تھا کہ آخر پر کہا جاتا: **بیدک الخیر والشّر** لیکن آخر میں صرف **بیدک الخیر** کہنے پر اکتفا کیا گیا۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اللہ کسی کو طاقت و اقتدار دے دیتا ہے تو وہ اُس کے لیے خیر ہے لیکن اگر وہ چھین لیتا ہے تو اُس میں بھی اُس کے لیے خیر ہی ہے۔ اسی طرح کسی کو عزت ملے تو خیر ہے مگر اللہ عزت کی بجائے ذلت دے دے تو اُس حالت میں بھی اُس کے لیے کوئی نہ کوئی خیر ہی ہوگی، بیشک اُسے پتہ نہ چل سکے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حالت بھی ہمیں پیش آتی ہے اُس میں ہمارے لیے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ہی ہوتا ہے۔اگر چہ بظاہر ہمیں اس کے برعکس دکھائی دے رہا ہو۔قرآن مجید میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (البقرہ، ۲:۲۱٦)

’’اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ (حقیقتاً) تمہارے لیے بہتر ہو، اور (یہ بھی) ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو، اور وہ (حقیقتاً) تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ خوب جانتا ہے اورتم نہیں جانتے‘‘۔

وجہ یہ ہے کہ ہماری نگاہیں بڑی محدود ہیں، وہ کسی بھی معاملے کو صرف سطحی پہلو سے دیکھ سکتی ہیں اور اُسی بنا پر ہم فیصلہ کرتے ہیں مگر اللہ کا علم ہر چیز کے ہر پہلو کو انتہائی باریک بینی سے جانتا ہے۔ لہٰذا اُسے علم ہے کہ بظاہر شر دکھائی دینے والے معاملے کی تہہ میں خیر کے کون کون سے پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ اسی لیے ہمیں حکم دیا

گیا کہ ہم پیکر تسلیم و رضا بن جائیں اور بظاہر ناخوشگوار دکھائی دینے والی باتوں کو بھی اللہ کی طرف سے عین حکمت پر مبنی سمجھتے ہوئے اُن میں خیر کا پہلو تلاش کرنے کی کوشش کیا کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا گیا:

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ.

’’تا کہ تم اس چیز پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور اس چیز پر نہ اِتراؤ جو اس نے تمہیں عطا کی۔‘‘ (الحدید ۵۷:۲۳)

مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ بھی امتحان کی غرض سے ہے اور جو کچھ چھن گیا ہے اُس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت کارفرما ہے لہٰذا ان میں سے کسی بھی صورت حال کے پیش آنے پر ادھر اُدھر دیکھنے کی بجائے اللہ کی طرف دیکھا کرو۔ خوشی کی حالت کا شکر کے ساتھ اور غمی والی حالت کا صبر کے ساتھ استقبال کیا کرو۔

سوچنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ہماری موافق بنایا ہے نہ کہ مخالف۔ لہٰذا یہاں پیش آنے والے جملہ حادثات و واقعات میں ہمارے لیے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو پوشیدہ ہوتا ہے۔ ہمیں ہر حالت کے وقوع میں مشاہدہ حسن و احسان کرنا چاہیے اور وہ سبق سیکھنا چاہیے جو قدرت ہمیں سکھانا چاہتی ہے۔

مثال کے طور پر عام طور پر طبیعتیں مصائب و آلام کو پسند نہیں کرتی ہیں اور ان سے بچنا چاہتی ہیں مگر ہماری زندگی میں جو بھی دکھ، تکلیف یا بیماری وغیرہ آتی ہے تو اُس میں مندرجہ ذیل میں سے کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے:

(i) ایک طرف تو وہ دکھ یا تکلیف ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائے اور دوسری طرف ہم آئندہ جرم و معصیت اور گناہ و بدکرداری سے باز آجائیں۔ ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ. (الشوریٰ ۴۲:۳۰)

’’اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو اُس (بد اعمالی) کے سبب سے ہی (پہنچتی ہے) جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہوتی ہے حالاں کہ بہت سی (کوتاہیوں) سے تو وہ درگزر بھی فرما دیتا ہے۔‘‘

(ii) دوسری حکمت تطہیر قلوب کے لیے ہے تا کہ نفسانی لذتوں، شہوتوں اور غفلتوں کے اثرات سے قلب پاک ہو کر اللہ کی طرف رجوع کر لے۔ اسی خیال سے بعض صوفیائے کرام نے بلا و مصیبت کو اللہ تعالیٰ کے انعامات سے زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔

(iii) تیسری حکمت ارتفاعِ درجات و بلوغ منازل عالیہ کے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بعض ایسے درجات بھی ہیں جن تک فقط عبادات کے ذریعے سے نہیں پہنچا جا سکتا۔ اُنہیں پانے کا واحد ذریعہ مصائب و شدائد پر صبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام و دیگر مقربین پر تمام لوگوں سے بھی زیادہ تکالیف آتی ہیں۔ جنہیں نوازنا ہوتا ہے انہیں مختلف قسم کی تکالیف میں ڈال دیا جاتا ہے۔ وہ اُن پر صبر کرتے ہیں اور نتیجہ درجات بلند سے بلند تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان عظم الجزاء مع عظم البلاء. (ترمذی، ج ۲ ص ۱۲۵)

’’بے شک بڑی جزاء بڑی مصیبت کے ساتھ ہی ملتی ہے۔‘‘ نیز فرمایا:

اذا احب الله عبدا ابتلاه، فان صبرا جتباه وان شکر اصطفاه،

’’جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے پھر اگر وہ صبر کرتا ہے تو اُسے اپنی بارگاہ کے لیے چن لیتا ہے اور اگر شکر کرتا ہے تو اپنے خاص مقربین میں شامل فرما لیتا ہے۔‘‘

چنانچہ عام بندوں سے تو مطلوب یہ ہے کہ جب کوئی دکھ تکلیف یا مصیبت آئے تو بجائے جزع و فزع کرنے کے صبر کریں مگر جو خواص ہوتے ہیں وہ ایسے مواقع پر صبر کرنے کی بجائے شکر کرتے ہیں۔ بقول واصف علی واصفؒ

’’جو مقام عام لوگوں کے لیے مقامِ صبر ہے وہی مقام خاص لوگوں کے لیے مقامِ شکر ہے‘‘

ان تینوں وجوہات میں سے مصائب کی جو وجہ بھی ہو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ہر صورت میں بندے کے لیے خیر ہی خیر ہے کیونکہ اس کائنات میں ہر واقعے اور ہر معاملے میں خیر کا اُصول ہی کام کر رہا ہے۔ لہٰذا کسی بھی قسم کی صورتِ حال میں پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام: جب ہمیں زندگی کے اس خفیہ راز کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے اور ہمارے قلب و باطن میں یہ چیز نقش ہو جاتی ہے کہ یہاں تعلق واحد فقط اللہ رب العزت خدا کی ذات کے ساتھ تعلق ہے اور اُسی کے فیضان سے کائنات کا سارا نظام رواں دواں ہے۔۔۔ نیز ہم یہ بھی جان لیتے ہیں کہ یہاں قانونِ محبت کی حکمرانی اور اُصول خیر کی کارفرمائی ہے۔ جب ہم اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھال لیتے ہیں تو پھر ہمارے دل و دماغ میں سکون و اطمینان بھرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ ہمارے من میں ٹھہراؤ اور قرار آجاتا ہے۔ زندگی ہلکی پھلکی اور خوشگوار ہونا شروع ہوجاتی ہے ہمیں خوشی اور مسرت کے حصول کے لیے باہر کے سامانوں کی طرف نہیں دیکھنا پڑتا بلکہ یہ سرچشمہ ہمارے اندر ہی موجود ہوتا ہے جس سے ہم ہر لمحہ محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت کے سنورنے کے ساتھ ساتھ دنیوی زندگی بھی آنے والی جنت کا دیباچہ محسوس ہونا شروع ہوجاتی ہے اور یہی کسی بندۂ مومن کی زندگی کا منتہائے مقصود ہوتا ہے۔

اظہار تعزیت: گذشتہ ماہ محترم حاجی منظور احمد (کوٹلہ اربعلی خان۔ گجرات) کے ماموں زاد محترم حاجی محمد حسین، محترم محمد لطیف لنگڑیال (کوٹلہ اربعلی خان۔ گجرات) کے ماموں جان محترم محمد اشرف پٹواری، محترم محمد سعید اعوان (کوٹلہ اربعلی خان۔ گجرات) کی ساس، محترم چوہدری وقار احمد ایڈووکیٹ لنگڑیال (کوٹلہ اربعلی خان۔ گجرات) کے چچا، محترم پروفیسر ناظر حسین جاوید (گوجرہ) کی والدہ، محترم میاں کاشف محمود (گوجرہ) کی خالہ، محترم غلام رسول سعیدی (گوجرہ) کی اہلیہ، محترم ڈاکٹر شفقت سعید (گوجرہ) کے والد، محترم ظفر اقبال قادری (گوجرہ) کی والدہ، محترم سید سہیل احمد شاہ گیلانی (گوجرہ) کے تایا، محترم اسد اقبال رانجھا (پھالیہ) کے والد محمد اقبال رانجھا، محترم محمد الطاف قادری (حافظ آباد) کی خالہ، محترم محمد سلیم (حافظ آباد) کی والدہ، محترم رانا محمد علی (حافظ آباد) کی دادی، محترم چوہدری محمد بشیر چدھڑ (حافظ آباد)، محترم قاری محمد طفیل نقشبندی چوراہی (حافظ آباد)، محترم محمد یوسف حضوری (حافظ آباد) کے چچا اور خالہ، محترم محمد یونس قادری (سکھیکی) کے کزن محترم حاجی منیر احمد، محترم محمد سعید آصف (حافظ آباد) کا بھتیجا، محترم محمد عامر سلطان (حافظ آباد) کے نانا، محترم بشیر احمد رحمانی، نصیر احمد رحمانی (حافظ آباد) کی والدہ، محترم محمد سید شعیب شیرازی (مریدکے) کی پھوپھی، محترم ملک فیصل محمود (مریدکے) کے سسر، محترم محمد ارشد محمود قادری (کھاریاں) کی والدہ، محترم کبیر احمد قادری (منہاج ہاؤس کویت) کے بڑے بھائی محترم حاجی عبدالطیف اور منہاج پروڈکشن احمد رضا کے تایا جان، محترم ڈاکٹر محمد اعجاز (حاصل پور) کی والدہ، محترم محمد ابراہیم (خان پور) کی والدہ، محترم حافظ فیض رسول منہاجین کی والدہ، محترم طاہر سرور (منہاج پروڈکشن) کے دادا جان، محترم حافظ ظہیر احمد (آفس سیکرٹری مجلّہ) کی خالہ، محترم ماسٹر محمد اخلاق (کلر سیداں) کی والدہ اور محترم محمد طاہر قادری (کلر سیداں) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

☆ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کھڑی شریف آزاد کشمیر کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری محمد عاصم مصطفوی دریائے جہلم میں گر کر شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

عوامی انقلاب

پاکستان عوامی تحریک کا دس نکاتی انقلابی پروگرام
ملکی سطح پر غیر معمولی پذیرائی

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی وطن واپسی

حکمران "بوکھلاہٹ" کا شکار

موجودہ فرسودہ اور کرپٹ نظام نے عوامی مسائل کو حل کرنے کے بجائے آئے دن ان میں اضافہ کیا۔ ملکی سطح پر جملہ شعبہ جات تنزلی کا شکار ہیں حتی کہ ملک دہشت گردوں کے رحم و کرم پر ہے۔ حکمرانوں کے اندر جرأت، ہمت، Vision اور اہلیت کا فقدان ہے۔ ان کی مفاد پرستی عوام الناس پر آئے روز عیاں ہورہی ہے۔ حکومت کی ایک سالہ کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔ سرمایہ کاری کا معاملہ ہو یا حکومتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر تقرری کا معاملہ۔۔۔ دہشت گردوں سے سختی سے نمٹنے کی بات ہو یا مستحکم خارجہ پالیسی۔۔۔ توانائی کا بحران ہو یا عوام الناس کو تعلیم اور صحت کی سہولیات کی فراہمی۔۔۔ بنیادی ضروریات سے عوام کی محرومی ہو یا بجٹ میں لگائے گئے بے جا ٹیکسز۔۔۔ ہر جگہ ان حکمرانوں کی نااہلیت کا بھانڈا پھوٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ غیر آئینی الیکشن کمیشن کے تحت ہونے والے غیر آئینی انتخابات کی پیداوار جعلی حکومت کے اب برسر اقتدار رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ان حالات میں قائد انقلاب نے عوامی انقلاب کے حکومتی ڈھانچہ اور عوامی بہبود کے 10 نکاتی انقلابی پروگرام کا اعلان کردیا ہے۔ اس پر امن عوامی جمہوری انقلاب کے ذریعے عوام الناس کو نہ صرف آئینی حقوق میسر آئیں گے بلکہ عوام پاکستان کو شریک اقتدار کیا جائے گا۔

حکومتی، انتظامی اور عدالتی ڈھانچے میں تبدیلی

عوامی انقلاب کے بعد حکومتی ڈھانچہ مکمل طور پر بدل دیا جائے گا اور اس میں نمایاں تبدیلی لائی جائے گی جس کے تحت

☆ وفاقی حکومت کا سربراہ قائدِ عوام ہوگا جو براہ راست عوام الناس کے ووٹوں سے منتخب ہوگا۔

☆ اختیارات گراس روٹ لیول تک منتقل کرکے دس لاکھ لوگوں کو شریکِ اقتدار کیا جائے گا۔

☆ 35 صوبے قائم کئے جائیں گے۔

☆ 150 ضلعی حکومتیں قائم کی جائیں گی۔

☆ 800 تحصیلی حکومتیں قائم کی جائیں گی۔

☆ یونین کونسلز میں 6,000 سے زائد مقامی حکومتوں کا قیام۔

☆ ویلیج کونسلز بنائی جائیں گی۔

☆ وفاق کے پاس صرف محدود وزارتیں ہوں گی۔

☆ اسلام آباد میں وفاقی سپریم کورٹ ہوگی۔

☆ سپریم کورٹس صوبوں (موجودہ ڈویژنز) کی سطح پر قائم ہوں گی۔

☆ ہائی کورٹس ضلعی سطح پر ہوں گی۔

☆ سیشن کورٹس تحصیلی سطح پر ہوں گی۔

☆ یونین کونسل عدالتیں قائم کی جائیں گی۔ ☆ گاؤں اور محلّہ کی سطح پر انصاف کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔
☆ غریب سائلین کو حکومتی خرچ پر وکیل کی خدمات مفت فراہم کی جائیں گی۔
☆ پولیس 24 گھنٹے کے اندر FIR درج کرنے اور 3 دن میں چالان عدالت میں پیش کرنے کی پابند ہوگی۔
☆ فوج داری مقدمہ کا فیصلہ ایک سے تین ماہ میں ہوگا۔ ☆ دیوانی مقدمات 6 ماہ میں مکمل کر کے فیصلہ سنادیا جائے گا۔

قائد انقلاب کی طرف سے تجویز کردہ اس حکومتی، انتظامی اور عدالتی ڈھانچہ کو ملکی سطح پر غیر معمولی پذیرائی حاصل ہورہی ہے۔ علاوہ ازیں عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے 10 نکاتی انقلابی پروگرام نے بھی ہر خاص و عام کی توجہ حاصل کرلی ہے کہ عوامی انقلاب کے بعد عام آدمی کس طرح مستفید ہوگا۔ اس انقلابی پروگرام کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر مسلم لیگ (ق)، سنی اتحاد کونسل، ملک بھر کی درد مند اور محبّ وطن سیاسی، سماجی، علاقائی جماعتیں اور شخصیات نے قائد انقلاب کے اس ایجنڈے کی نہ صرف تائید کی بلکہ اس کے نفاذ اور عوامی انقلاب کے لئے بھی ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا ہے۔ گذشتہ ماہ مسلم لیگ ق کے اعلیٰ سطحی وفد نے لندن میں قائد انقلاب سے ملاقات کی اور عوامی انقلاب کے ایجنڈے کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ پاکستان عوامی تحریک اور پاکستان مسلم لیگ ق کے اتفاق رائے سے مشترکہ اعلامیہ بھی جاری ہوا۔ جس میں ق لیگ کی قیادت نے درج ذیل انقلابی اصلاحات کے ایجنڈے کی بھرپور حمایت کی۔

مشترکہ اعلامیہ

۱۔ موجودہ فرسودہ اور کرپٹ سیاسی، حکومتی، انتظامی اور انتخابی نظام پاکستان کے عوام کو آئین میں کیے گئے وعدہ جات کے مطابق حقوق فراہم کرنے، ان کو صحیح معنوں میں شریک اقتدار کرنے اور ان کے بنیادی مسائل حل کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔

۲۔ موجودہ حکومتیں خلافِ آئین تشکیل پانیوالے الیکشن کمیشن کے تحت ہونے والے دھن، دھونس اور دھاندلی پر مبنی غیر قانونی اور غیر شفاف انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے کی وجہ سے مکمل طور پر غیر آئینی اور غیر قانونی ہیں۔

۳۔ اس وقت ملکِ پاکستان میں حقیقی جمہوریت کا کوئی وجود نہیں بلکہ سیاسی آمریت اور خاندانی بادشاہت قائم ہے جس میں عوام خوراک، رہائش، لباس، تعلیم، علاج، پانی، بجلی اور دیگر بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔

۴۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ محبِ وطن جماعتیں اور طبقات ایک وسیع تر انقلابی ایجنڈے پر متفق ہو کر ملکِ پاکستان میں صحیح معنوں میں شفاف اور عوامی شراکتی جمہوریت کے قیام کے لیے مل کر جدوجہد کریں تاکہ اقتدار صحیح معنوں میں عوام کو منتقل کیا جاسکے۔

۵۔ پاکستان میں ارتکازِ اقتدار اور ارتکازِ وسائل کو ختم کرنے اور حقوق و انصاف عوام کی دہلیز تک پہنچانے کے لیے ملک میں ایک ضلعی، تحصیلی، یونین کونسل، گاؤں اور وارڈ کی سطح پر عوامی حکومتوں کا قیام ناگزیر ہو چکا ہے تاکہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 140 کے مطابق حکومتی، سیاسی، انتظامی اور مالیاتی اتھارٹی اور ذمہ داریاں نچلی سطح کے عوامی نمائندوں کو منتقل کی جاسکیں۔

۶۔ عوام کے بنیادی مسائل کے حل اور ان کو آئین میں کیے گئے وعدوں کے مطابق حقوق کی فراہمی کے لیے ایک

نئی انقلابی عوامی حکومت کا قیام ناگزیر ہو چکا ہے جو شفاف احتساب اور قومی آئینی اداروں کو مستحکم کرے گی اور عوام کو فوری طور پر آئین کے آرٹیکل 3,9,11,37,38 کے مطابق درج ذیل حقوق فراہم کرے گی:

i۔ ہر بے گھر کو گھر دیا جائے گا۔ بے گھر خاندانوں کو تین/ پانچ مرلہ کے پلاٹ مفت دیے جائیں گے اور تعمیر کے لیے بغیر سود کے قرضے دیے جائیں گے جو بیس تا پچیس سال میں واپس کرنا ہوں گے۔ جو خاندان اتنی طاقت نہیں رکھتے ہوں گے، انہیں گھر بنا کر مفت چابیاں دی جائیں گی۔

ii۔ ہر شخص کو روزگار کی فراہمی یا روزگار الاؤنس کی فراہمی ہوگی۔ نوجوانوں کو جاب پلاننگ اور انہیں مقروض، بھکاری یا قرض خور بنانے کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔

iii۔ پندرہ بیس ہزار سے کم آمدنی والوں کی باقاعدہ رجسٹریشن کر کے ان کو آٹا، چاول، دودھ، کوکنگ آئل، چینی اور سادہ کپڑا آدھی قیمت پر فراہم کیا جائے گا۔

iv۔ لوئر مڈل کلاس کے لیے بجلی، پانی اور گیس کے تمام بلوں پر ٹیکسز ختم کر دیے جائیں گے اور انہیں تمام یوٹیلی ٹیز نصف قیمت پر فراہم کی جائیں گی۔

v۔ سرکاری انشورنس قائم کی جائے گی اور غریبوں کا مکمل علاج فری ہوگا۔

vi۔ یکساں نصاب کے تحت میٹرک تک مفت لازمی تعلیم ہو گی اور بچوں کو نصابی کتب مفت فراہم کی جائیں گی یوں والدین بچوں کو تعلیم سے محروم نہیں رکھ سکیں گے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہر خواہش مند طالبعلم کو مواقع ملیں گے اور میرٹ کے مطابق داخلہ یقینی ہو گا۔

vii۔ پاکستان کا کل رقبہ بیس کروڑ ایکڑ ہے، جس میں سے دس کروڑ ایکڑ قابل کاشت ہے۔ اس دس کروڑ میں سے پانچ کروڑ ایکڑ نجی ملکیت میں ہے جب کہ بقیہ پانچ کروڑ ایکڑ سرکاری اراضی فارغ پڑی ہے جسے آباد کرنے کے لئے کسانوں کو دیا جائے گا۔ مزید برآں کسانوں کو زمین آباد کرنے کے لئے آسان شرائط پر بلا سود قرضے فراہم کیے جائیں گے اور ابتدائی بیج اور کھاد بھی حکومت کی طرف سے فراہم کیا جائے گا۔

viii۔ فرقہ واریت، دہشت گردی اور انتہاء پسندی کا خاتمہ کیا جائے گا۔ لوگوں کی تربیت کے لیے دس ہزار peace training centers بنائے جائیں گے۔ مدارس کے نصاب میں مثبت تبدیلی کی جائے گی۔

ix۔ خواتین کو گھریلو صنعتی یونٹس کی صورت میں روزگار اور کسب معاش کے مواقع مہیا کیے جائیں گے، انہیں مکمل سماجی و معاشی تحفظ فراہم کر کے ان کے خلاف تمام امتیازی قوانین ختم کیے جائیں گے۔

x۔ سرکاری و غیر سرکاری چھوٹے بڑے ملازمین کے درمیان تنخواہوں کے فرق کو ممکنہ حد تک کم کیا جائے گا۔

۷۔ درج بالا عوامی انقلابی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے وسائل درج ذیل ذرائع سے حاصل کیے جائیں گے:

☆ سادہ طرزِ حکومت

☆ کرپشن کا خاتمہ

☆ ٹیکس نیٹ میں اضافہ، Tax evasion اور Tax leakage کو کنٹرول کیا جائے گا۔

☆ پاکستان میں موجودہ معدنی اور پٹرولیم ذخائر
☆ غیر ملکی سرمایہ کاری کو آئینی تحفظ کی فراہمی
☆ ملک میں انڈسٹری/ کاروبار/ تجارت کو سہولیات فراہمی کے ذریعے ترقی

۸۔ پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان عوامی تحریک نے درج بالا حکومتی اور انتظامی Devolution پلان اور دس نکاتی عوامی انقلابی ایجنڈے پر مکمل اتفاق کرتے ہوئے ملک کی محبِ وطن جماعتوں اور طبقات کو جمع کرنے اور ملک گیر عوامی انقلابی تحریک کے آغاز کرنے پر مکمل اتفاق کیا ہے۔

قائد انقلاب کی وطن واپسی

محترم قارئین! جس وقت آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے، اُس وقت تک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری موجودہ فرسودہ سیاسی نظام کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے اور اس غیر حقیقی جمہوریت سے عوام کو نجات دلانے کے لئے پاکستان واپس تشریف لا چکے ہوں گے کیونکہ انہوں نے 23 جون کو وطن واپسی کا اعلان کردیا ہے۔ یقیناً قائد انقلاب کی آمد کے ساتھ ہی ملک پاکستان کی سیاست ایک نیا رخ اختیار کرلے گی۔ موجودہ کرپٹ نظام کے محافظ حسب سابق اس کو بچانے کے لئے اس دفعہ بھی اپنے تمام تر اوچھے ہتھکنڈوں اور الزامات کے ساتھ میدان میں نکل آئیں گے۔ ایسا کرنا ان کی مجبوری ہے، اس لئے کہ ان کی بقاء کا راز بھی درحقیقت اس فرسودہ و کرپٹ سیاسی نظام سے مربوط ہے۔ جو ماحول ان حکمرانوں نے وطن واپسی کے اعلان کے بعد پیدا کردیا ہے، اس سے ان حکمرانوں کی بوکھلاہٹ صاف نظر آرہی ہے۔ حکمرانوں نے قائد انقلاب کی کردار کشی کے لئے باقاعدہ منصوبہ سازی کررکھی ہے۔ عوام کے تیور اور انقلابی ایجنڈے کو دیکھ کر انہیں اقتدار اپنے ہاتھوں سے نکلتا نظر آرہا ہے۔ حکومتی وزراء کا کہنا ہے کہ ''ڈاکٹر قادری آئین پر حملہ کرنے آرہے ہیں''۔ ان عقل سے بے بہرہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آئین کے جملہ آرٹیکلز کے نفاذ کے لئے آئینی تقاضوں کے مطابق جدوجہد کرنا آئین پر حملہ نہیں بلکہ آئین کی حقیقی حفاظت ہے۔ ان سطور کے مطالعہ کے وقت آپ ان حکمرانوں کے مزید اوچھے ہتھکنڈوں اور ریاستی جبر کے ذریعے عوام کے بحرِ بے کنار کو روکنے کی مذموم کاوشوں کو بھی ملاحظہ فرما چکے ہوں گے مگر ان سے انقلابیوں کے حوصلے پست نہیں ہوں گے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ

؎ تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب — یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

نماز انقلاب کے قیام کے لئے قائد انقلاب جلد فائنل کال دینے والے ہیں۔ ہر نیا دن ان شاء اللہ اس فرسودہ سیاسی نظام اور موجودہ حکمرانوں کے خلاف ریفرنڈم ثابت ہوگا۔ قائد انقلاب کے ٹھوس اور حقیقی انقلابی لائحہ عمل پر ہر طبقہ فکر اور قومی زندگی کے جملہ شعبہ جات کے نمائندہ افراد علماء، مشائخ، وکلاء، طلباء، اساتذہ، کسان، مزدور اور سماجی تنظیمات کی حمایت کا سلسلہ نہایت تیزی سے جاری ہے۔ قائد انقلاب کی آمد کے اعلان نے ایوان ہائے اقتدار میں ''زلزلہ'' بپا کردیا ہے تو جب وہ فائنل کال دیں گے اُس وقت کیا عالم ہوگا، ہر ذی شعور شخص اپنی چشم بصیرت سے اس کا اندازہ کرسکتا ہے۔ خاندانی بادشاہت کے علمبردار اور اس کرپٹ نظام کے محافظوں کا جانا ٹھہر چکا ہے۔

انقلابیوں اور ملک پاکستان کے ہر دردمند طبقہ میں حالات کی تبدیلی اور عوامی انقلاب کے لئے جوش و جذبات

اپنی انتہاء پر ہیں۔ عوام الناس کے جذبات میں بپا تلاطم کو اب کسی بھی صورت روکا نہیں جاسکتا۔ عوام پاکستان قائد انقلاب کی عوامی انقلاب کے لئے فائنل کال پر لبیک کہنے کے لئے اپنے آپ کو ہر طرح سے تیار رکھیں۔ آئینی اور قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے پرامن عوامی انقلاب اب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کی بات ہے۔ انقلاب کا سویرا طلوع ہونے والا ہے اور اقتدار حقیقی معنوں میں عوام پاکستان کو منتقل ہوجائے گا۔ بقول قائد انقلاب، ’’انقلاب آتا نظر نہیں آتا بلکہ آجاتا ہے۔ جس طرح پانی زیر زمین چلتا رہتا ہے اور جہاں سے اُسے ہموار جگہ میسر آتی ہے وہیں سے بہہ نکلتا ہے اور پھر لوگ اس چشمے سے فیض یاب ہوتے ہیں‘‘۔

67 سالوں میں ملک پاکستان کے ساتھ حکمرانوں نے جو کھلواڑ کیا، موجودہ حکمرانوں نے اُسے اپنی انتہاء پر پہنچادیا ہے۔ ان حکمرانوں کی نااہلیت اور ذاتی مفادات کے لئے قومی وملکی مفادات کو داؤ پر لگانے کی پالیسی، اپنے ذاتی کاروبار کو فروغ دینا اور افواج پاکستان کے حوصلہ کو دانستہ کم کرنے اور انہیں اپنے ماتحت کرنے کی مکروہ سرشت نے ملک پاکستان کے وقار کو نہ صرف عالمی سطح پر مجروح کیا بلکہ اندرونی طور پر بھی عدم استحکام پیدا کیا ہے۔

اب فیصلہ کی گھڑی قریب آپہنچی ہے۔ تقدیر کے قاضی نے ملک پاکستان کے حالات اور مقدر کو بدلنے کا فیصلہ سنادیا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت عوام پاکستان سے ان کے حقیقی جمہوری حق اور بنیادی حقوق کو ان سے مزید دور نہیں رکھ سکتی۔

؎ اٹھ کہ بزم جہاں کا رنگ بدلیں
فلک بھی تیور بدل رہا ہے

(بقیہ: رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں)

اس صورت میں رمضان کے ایمانی مفہوم کدھر گئے۔۔۔؟ جب ساری رات باتیں کرنے اور کھیل کود میں گزرے اور پورا دن سونے کی نذر ہوجائے تو پھر رمضان کا مطلب کیا ہوا۔۔۔؟ ایسا شخص رمضان کے دنوں میں غروب آفتاب کا انتظار کرتا ہے تاکہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی کھائے پیے، دلپسند نغمے سنے اور لطف اندوز ہو اور پھر دوسرے دن وہ چادر لپیٹ کر پورا دن سوکر گزارتا ہے تو ایسے شخص کے روزوں کا کیا معنی ومفہوم اور کیا فائدہ۔۔۔؟

دن میں سونا شرعاً ممنوع نہیں لیکن لمبی تان کر نہ سوئے۔ روزوں کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اثرات طبیعت پر طاری ہوں۔۔۔ رمضان کی گھڑیوں سے روحانی بالیدگی حاصل ہو۔۔۔ رمضان کے مبارک لمحات میں دلوں میں لطافت اور رقت پیدا ہو۔۔۔ بھوک اور پیاس کا احساس انسان کی تربیت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے درحقیقت مسلمان کو اپنی روح کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ دن کے وقت سونا افضلیت کے منافی ہے۔ سلف صالحین رمضان کے دن سوکر نہیں گزارتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ رات کو سویا جائے۔ جب اسے اس حقیقت کا علم ہوجاتا ہے کہ دن کے وقت سونے سے عمر کا ایک حصہ ضائع ہورہا ہے اور قیمتی وقت ضائع ہورہا ہے اور قرب الٰہی کے حصول کے مواقع ختم ہورہے ہیں تو پھر اس احساس کے بعد اُسے نیند نہیں آسکتی۔

اللہ رب العزت ہمیں اس ماہِ مبارک کے تقاضوں کو مکمل کرنے اور اس ماہ میں اپنے اوپر عائد فرائض و ذمہ داریوں کو کماحقہ پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

پاکستان عوامی تحریک کے یوم تاسیس کے موقع پر

ملک گیر ورکرز کنونشنز کا انعقاد

قائد انقلاب کی طرف سے ''عوامی انقلاب کونسلز'' اور ''نیشنل کونسل آف ڈیموکریٹک ریفارمز'' کے قیام کا اعلان

پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام 25 مئی 2014 کو مرکزی سیکرٹریٹ میں ''پاکستان عوامی تحریک'' کے 25 ویں یوم تاسیس کے موقع پر ملک گیر ورکرز کنونشنز کا مرکزی پروگرام منعقد ہوا جس میں صدر تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، صدر PAT محترم شیخ زاہد فیاض، سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈا پور، مرکزی وصوبائی عہدیداران PAT، ملک کے نامور صحافی، ممتاز سینئر تجزیہ نگار، وکلاء، تاجر برادری، سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں ملک بھر سے مختلف سیاسی وسماجی شخصیات نے باقاعدہ پاکستان عوامی تحریک میں شمولیت کا اعلان کیا۔ مرکزی ورکرز کنونشن کی یہ تقریب ملک بھر کے 853 مقامات پر منعقدہ ورکرز کنونشنز میں منہاج ٹی وی کے ذریعے live نشر کی گئی۔ ان ورکرز کنونشنز میں ضلعی، تحصیلی اور یونین کونسل سطح تک عہدیداران اور کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

کنونشن میں تلاوت کلام پاک محترم قاری اللہ بخش نقشبندی اور نعت رسول مقبول ﷺ محترم شکیل احمد طاہر نے پیش کی۔ کنونشن میں حیدری برادران، محترم ملک نصراللہ (میانوالی) اور شہزاد برادران نے انقلابی ترانے پیش کئے۔ ورکرز کنونشن میں نقابت کے فرائض محترم ساجد محمود بھٹی اور بلال مصطفوی نے سرانجام دیئے۔

محترم خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل PAT) نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ 23 دسمبر 2012ء سے لے کر آج تک ہماری تحریک ہر آئے روز کامیابیوں کو سمیٹ رہی ہے۔ جمہوریت کے نام پر الیکشن ڈرامہ اور الیکشن کمیشن کی غیر قانونی تشکیل کے مقاصد آج قوم کے سامنے آرہے ہیں اور ہر آنے والا دن قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کہی ہوئی ہر بات پر مہر تصدیق ثبت کرتا چلا جارہا ہے۔ 11 مئی کو پاکستان بھر میں 60 شہروں میں لاکھوں عوام پاکستان کی شرکت اور کامیاب ریلیوں کے انعقاد پر پاکستان عوامی تحریک کے جملہ عہدیداران و کارکنان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج PAT کے یوم تاسیس کے موقع پر ہم تجدید عہد کرتے ہیں کہ حقیقی جمہوریت کی خاطر ہم قائد انقلاب کے سنگ اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

محترم شیخ زاہد فیاض (صدر PAT) نے اپنے خطاب میں PAT کے جملہ عہدیداران و کارکنان کو پاکستان عوامی تحریک کی سلور جوبلی پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ ملک گیر ورکرز کنونشن پاکستان بھر کی 261 تحصیلات اور 592 یونین کونسلز سمیت 853 مقامات پر منعقد ہورہا ہے۔ منہاج TV کے ذریعے اس ورکرز کنونشن میں نہ صرف اندرون

ملک بلکہ بیرون ملک موجود کارکنان بھی شریک ہیں۔ 11 مئی کو 60 شہروں میں بیک وقت احتجاجی ریلیوں کے انعقاد سے PAT نے ایک تاریخ رقم کی ہے اور آج تک یہ اعزاز پاکستان کی کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت کو حاصل نہیں ہوا۔ ہم اپنے قائد کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ اس ملک کو قائداعظم کا ملک بنانے کے لئے ہم آپ کے شانہ بشانہ اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ PAT میں شمولیت اختیار کرنے والے اور اس مصطفوی جدوجہد میں شریک ہونے والے ہر کارکن اور سیاسی و سماجی شخصیات کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان کے لئے تین ماہ کا ہنگامہ پلان تیار کرلیا گیا ہے۔ نیز ڈورٹو ڈور مہم کے لئے بھی حکمت عملی تیار کرلی گئی ہے جو آج سے نافذ العمل کی جارہی ہے۔

اس موقع پر محترم انور المصطفیٰ ہمدمی نے انقلابی نظم پیش کی جبکہ محترم عمر ریاض عباسی اور محترمہ عائشہ شبیر نے بھی خطابات کئے۔ پاکستان عوامی تحریک کے یوم تاسیس کی مناسبت سے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کیک کاٹا۔

اس ورکرز کنونشن سے صدر تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

11 مئی 2014 کو ملک بھر میں عظیم ''عوامی احتجاج'' کو کامیاب بنانے پر تمام تنظیمات اور ورکرز کو صمیم قلب سے مبارک پیش کرتا ہوں۔ 11 مئی کا یہ احتجاج صرف یوم اقامت تھا، ابھی نماز ہونا باقی ہے جس دن انقلاب کی کال دی جائے گی تو کروڑوں نمازیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر کرپٹ حکمرانوں کو بہا کر لے جائے گا۔ اس انقلاب کے نتیجے میں نام نہاد جمہوریت کے رکھوالوں کو یہ اقتدار چھوڑنا پڑے گا اور پائی پائی کا حساب دینا ہوگا، اس دن اقتدار عوام کا ہوگا۔ 11 مئی کو پاکستانی قوم نے ثابت کر دیا 66 سال میں پاکستانی قوم کے ساتھ جمہوریت کے نام پر بہت بڑا مذاق ہوتا رہا۔ جب تک جمہوریت کے نام پر یہ فرسودہ نظام قائم ہے اس وقت تک ملک سے بے روزگاری ،غربت ،ناانصافی اور دہشت گردی کبھی ختم نہ ہوگی۔ حکومت کی ایک سالہ کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔ مہنگائی اور کرپشن کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے عوام کے حقوق پر مبنی عوام پاکستان کے لئے اپنا دس نکاتی ایجنڈا اور نیا حکومتی ڈھانچہ عوام کے سامنے رکھا ہے جو ملک وقوم کی ترقی کا باعث اور عوام کو مشکلات سے نکالنے کے لئے قابل عمل حل ہے۔

67 سال میں جمہوریت کے نام پر عوام کی مجبوریوں کا مذاق اڑایا گیا۔ آج ہماری جدوجہد سے انہیں جمہوریت ڈی ریل ہونے کا خدشہ ہے۔ اصل میں انہیں اپنی خاندانی حکومت کے خاتمہ کا ڈر ہے۔ اقتدار کی پرامن منتقلی کا راگ الاپنے والے سُن لیں کہ اقتدار کی پرامن منتقلی عوام کو بنیادی ضروریات فراہم نہیں کرتی اور نہ ہی عوام پاکستان کی محرومیوں کا علاج اقتدار کی پرامن منتقلی میں ہے۔ ایسی پرامن منتقلی اقتدار سے عوام کو کیا سروکار جس کے نتیجے میں خودکشیاں اور خودسوزیاں عوام کا مقدر بنیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کا انقلاب ایک حقیقت بن چکا ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا۔ یہ انقلاب عنقریب پاکستان کی تاریکیوں میں اجالا بکھیرنے والا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے والنجم اذا ھویٰ کے ذریعے بھی اسی ستارے کی قسم کھائی ہے جو نہ صرف روشنی والا ہے بلکہ روشنی لے کر نیچے والوں کی طرف متوجہ ہوکر انہیں بھی منور کرتا ہے۔ اللہ نے اس ستارے کی قسم نہیں کھائی جو روشنی تو رکھتا ہومگر ساکت ہو۔ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان معاشرے کے اندھیرے کو ختم کرنے نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند ہے کہ جو دوسروں کو بھی علم وآگہی کی روشنی سے منور کرتے ہوئے حقیقی زندگی کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور معاشرے سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کرنے کے لئے کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔

خطاب قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری

11 مئی 2014ء کو پاکستان کے 60 شہروں میں فقید المثال احتجاجی مظاہروں کے انعقاد پر عوام پاکستان اور پاکستان عوامی تحریک کے تمام کارکنان اور قائدین کو بھرپور مبارک باد دیتا ہوں۔ ہر کارکن اپنی انقلابی جدوجہد کو مزید تیز کرتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑے۔ ہر سیاسی، سماجی جماعت اور جملہ طبقات کے محبّ وطن اور دردمند افراد کو عوامی انقلاب کی مہم میں شریک کریں۔ انقلاب محلات والوں کی ضرورت نہیں بلکہ اس معاشرے کے پسے ہوئے پسماندہ طبقات ہر مزدور و کسان کی ضرورت ہے۔ میں اس ملک کو وہ جمہوریت دینا چاہتا ہوں جس میں ہر طبقہ کو اس کی حیثیت کے مطابق اقتدار میں شریک کیا جائے۔ میں پاکستان کو ایشیائی جمہوریت کا ایسا ماڈل دینا چاہتا ہوں جو پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی ماحول کے مطابق ہو اور اقتدار و طاقت حقیقی معنوں میں عوام کو منتقل ہو۔ کرپٹ نظام کو بچانے اور انقلاب کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے حکمران اس قوم کو کئی طرح کے سبز باغ بھی دکھائیں گے جس طرح میرے 10 نکاتی انقلابی پروگرام کو سننے کے بعد انہوں نے بھی بلاسود قرضے، سرکاری ہیلتھ سکیم اور بے گھروں کو گھر دینے کے منصوبوں کا اعلان کردیا ہے لیکن یہ سب وقت گزاری کے لئے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہوگا، ایسے وعدے یہ حکمران پہلے بھی کئی مرتبہ کرچکے ہیں۔ عوام اس نظام سے خوشحالی کی امیدیں بالکل نہ رکھیں۔ موجودہ کرپٹ و فرسودہ نظام عوام کی خوشیوں اور امنگوں کا قاتل ہے۔ اس نظام نے عوام کو ہمیشہ دکھ، تنگی، غربت و افلاس، پریشانی اور بدامنی و دہشت گردی میں مبتلا کر رکھا اور اشرافیہ کو تحفظ دیا ہے۔ یہ حکمران اسی نظام کی پیداوار اور اس کے محافظ ہیں۔ یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ اس نظام کو بدلا جائے۔ حکمرانوں نے اس حد تک لوگوں کو مایوس کیا ہے کہ عوام کو جہالت اور غربت کی وجہ سے کسی پر اعتماد ہی نہیں رہا اور عوام کی اس مایوسی و جہالت کا فائدہ اٹھا کر کرپٹ حکمرانوں نے فرسودہ و غریب کش نظام کو جمہوریت کا نام دے رکھا ہے۔

☆ کارکنان و تنظیمات ہر یونین کونسل میں ویلج اور وارڈ سطح پر عوامی انقلاب کونسلز قائم کریں۔ اس کام کا آغاز کارکنان و تنظیمات کئی سال قبل کرچکے ہیں، اب اس کو ایک ماہ میں حتمی شکل دیں اور انہیں مزید منظّم کریں۔ مرکزی قائدین آپ کو اس کی تفصیلات سے آگاہ کردیں گے۔

ہر یونین کونسل میں سٹریٹ سطح پر دس افراد پر مشتمل عوامی انقلاب کونسلز کے یونٹس قائم کئے جائیں گے جبکہ وارڈ/ محلّہ/ گاؤں سطح پر عوامی انقلاب کونسل موجود ہوگی جس کا سربراہ کنونیئر کہلائے گا۔ سربراہان عوامی انقلاب کونسلز انقلاب کے دوران اپنے نیچے موجود افراد کے معاملات کی نگرانی اور ان تک پیغام پہنچانے کے ذمہ دار ہوں گے اور ان کا مکمل ڈیٹا اپنے پاس رکھیں گے۔ انقلاب کے دوران ان افراد تک پیغام رسانی کا عمل اسی نگران کے ذریعے ہوگا۔ یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ انقلاب کے بعد یہی لوگ عوامی شراکت اقتدار میں حصہ لینے کے حقدار ہوں گے۔

☆ اس موقع پر میں ''نیشنل کونسل آف ڈیموکریٹک ریفارمز'' کے قیام کا اعلان بھی کررہا ہوں۔ یہ کونسل ملک بھر سے ہر طبقہ کے پڑھے لکھے، دیانت دار اور باصلاحیت افراد پر مشتمل ہوگی۔ جو لوگ ہمارے بیان کردہ حکومتی انتظامی ڈھانچہ کے مطابق ملک پاکستان میں نظام کے خواہاں ہیں، میں ایسے محبّ وطن اور باصلاحیت افراد کو اس نیشنل کونسل میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ وہ آگے بڑھیں اور پاکستان کے ہر سطح کے نظام اور شعبہ کی بہتری و اصلاح کے لئے اپنے آئیڈیاز دیں۔ یہ کام میری نگرانی میں پہلے سے شروع ہوچکا ہے۔ مزید افراد کو اس میں دعوت دے رہا ہوں۔ اس نیشنل

کونسل کے ہر شعبہ کے لئے دیئے گئے روڈ میپ پر عمل کا آغاز ان شاء اللہ انقلاب کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر ہوجائے گا اور اس کے اثرات ان شاء اللہ ایک سال کے اندر اندر عوام تک پہنچنا شروع ہوجائیں گے۔

☆ اسی طرح انقلاب کے بعد یونین کونسلز کورٹس کے تحت عوامی انصاف کمیٹیاں قائم ہوں گی۔ ان عوامی انصاف کمیٹیوں کے لئے بھی کارکنان و تنظیمات اپنے اپنے علاقے سے نیک نام، باصلاحیت، دیانتدار اور محبِّ وطن افراد کے ناموں کو جمع کرنا شروع کردیں۔ یہ لوگ عوام الناس کو یونین کونسلز کورٹس میں انصاف کی فراہمی کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

☆ پہلے سے جاری ڈور ٹو ڈور مہم کو مزید منظّم کرنے کے لئے دس ہزار ٹیمیں فوری تشکیل دی جائیں۔ ہر ٹیم پانچ افراد پر مشتمل ہو۔ کمیٹیاں انقلاب کے لئے ایک کروڑ لوگوں کو گھروں سے نکالنے کے لئے محنت کریں اور انقلاب کے بعد پاکستان کے لئے میرا اعلان کردہ حکومتی ڈھانچہ اور عوامی بہبود کا دس نکاتی انقلابی پروگرام ہر شخص کو پہنچائیں۔ یہ دس نکاتی انقلابی پروگرام ہماری قوم کے ساتھ Commitment ہے کہ اگر انقلاب کے لئے آپ باہر نکلتے ہیں تو ان شاء اللہ ہمارا عوام سے وعدہ ہے کہ ہم انہیں یہ سہولیات اور بنیادی ضروریات فراہم کریں گے۔

جہالت اور غربت کی بناء پر درحقیقت لوگوں کو اپنے اصل مسئلہ کا علم ہی نہیں ہے جس بناء پر وہ ہماری جدوجہد کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ڈور ٹو ڈور مہم میں لوگوں کو اس فرسودہ سیاسی نظام کی تباہ کاریاں سے آگاہ کرنا مقصود ہے کہ لوگو! موجودہ حکمران اور یہ سیاسی نظام عوام کے حقوق اور مفادات کا محافظ ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ اشرافیہ اور مقتدر طبقات کے محافظ ہیں۔ عوام مایوس ہے۔ ان سے دھوکہ کھا کر مجبوراً انہی کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ نتیجتاً لوگ روزمرہ معاملات اور سوچوں سے باہر نکلنے کو تیار نہیں اور ملکی و قومی سطح پر کسی بھی بڑی اور مثبت تبدیلی کو ناممکن سمجھتے ہیں۔ کارکنان! عوام کو اس بے بسی اور مایوسی کی حالت سے باہر نکالنے کے لئے جدوجہد کریں۔ بہت کم لوگ ہیں جو قومی سطح پر حکمرانوں کی طرف سے ہونے والی لوٹ مار کے بارے میں حساس ہیں۔ عوام کی بے حسی، بے بسی، بے شعوری اور ناسمجھی ہر آئے روز ان حکمرانوں کی طاقت بنتی جارہی ہے۔ جمہوریت ڈی ریل ہونے سے ان کے ہاں مراد یہ ہے کہ عوام کی بے کسی و بے بسی ختم ہوجائے گی۔ عوام تک پیغام پہنچائیں کہ یہ نظام اعتماد کے قابل نہیں۔ عوام کے مفادات کا محافظ انقلاب ہے، انتخاب نہیں، انتخابات ان حکمرانوں کا جال ہے جس میں وہ عوام کو بآسانی پھنسا لیتے ہیں۔ موجودہ حکمران پاکستان کے شینا وتراز ہیں جو ہر آئے روز اپنے بزنس، کاروبار کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔ پاکستان میں دو بڑے شینا وتراز ہیں جن کا آپس کا مک مکا ہے، جو انتخابات میں ایک دوسرے سے لڑتے اور پھر مفادات کے حصول اور اگلی باری کے لئے دوستی کرلیتے ہیں۔ انقلاب اس قوم کا مقدر بن چکا ہے اور وہ آکر رہے گا ان شاء اللہ العزیز۔

کارکنان ایک کروڑ نمازیوں کا ہدف جلد از جلد مکمل کریں اور جب یہ ہدف مکمل ہوگا تو کوئی آپ کے لیے بسیں نہیں روک سکے گا، کوئی پٹرول پمپ نہیں بند کرسکے گا، کوئی آپ کو ڈرا دھمکا نہیں سکے گا اور ان شاء اللہ ساری رکاوٹیں خود بخود دور ہوجائیں گی۔ عوام کے انقلاب کو روکنے کے لئے موجودہ حکمران جھوٹ بھی بولیں گے، پروپیگنڈہ بھی کریں گے، اوچھے ہتھکنڈے بھی استعمال کریں گے۔ پہلے بھی انہوں نے سب کچھ کیا اور اب بھی یہ کریں گے مگر نہ انہیں پہلے کامیابی ملی اور نہ ان شاء اللہ اب ملے گی۔ ''چور مچائے شور'' کے مصداق یہ چور بھی شور مچائیں گے مگر عوامی انقلاب کو نہ روک سکیں گے۔ ہماری جدوجہد غیر مسلح ہے، پرامن عوامی انقلاب کی جدوجہد ہے۔ ہمارا انقلاب حقیقی عوامی شراکتی انقلاب ہے۔ ہم آئین و قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنی اس جدوجہد کو نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ اسے عنقریب اس کے منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

عوامی انقلاب کونسل کے قیام کا لائحہ عمل اور ہدایات

25 مئی 2014ء کے ورکرز کنونشن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ملک بھر میں عوام پاکستان کو جماعت انقلاب میں شامل کرنے کے لئے وارڈ سطح پر عوامی انقلاب کونسل کے قیام کا حکم فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام تنظیمات حسب ذیل ہدایات کی روشنی میں عوامی انقلاب کونسل کو تیز رفتاری سے مکمل کریں۔

۱۔ سابقہ تنظیمی سیٹ اپ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جارہی۔

۲۔ ضلع، تحصیل اور یونین کونسل سطح پر تمام فورمز کی تنظیمات کا ڈھانچہ حسب سابق برقرار رہے گا۔ یونین کونسل کے نیچے عوامی انقلاب کونسلز تمام فورمز کی مشترکہ ہوں گی۔

۳۔ یونین کونسل سے نیچے تمام فورمز کا مشترکہ تنظیمی ڈھانچہ درج ذیل ہوگا:

سطح	تنظیم	نیا عہدہ	سابقہ عہدہ	افرادی قوت	فورم
وارڈ/محلّہ/گاؤں	عوامی انقلاب کونسل	کنونیئر	مصطفوی کارکن	110=10x11	تمام فورمز کی مشترکہ سوائے ویمن لیگ
سٹریٹ	یونٹ	نگران	نقیب	11=1+10	ایضاً
		ممبر	انقلابی جانثار	10	ایضاً

۴۔ عوامی انقلاب کونسل یونین کونسل میں وارڈ/ محلّہ/ گاؤں کی سطح پر قائم کی جائیں گی۔ خواتین کونسلز الگ ہوں گی۔

۵۔ کونسل کے نگران کیلئے تحریک کا ممبر ہونا لازمی نہیں۔ صرف آئین پاکستان سے وفاداری کا حلف کافی ہوگا۔

۶۔ ڈویژن، ضلع، تحصیل اور یونین کونسل ہر سطح پر کوآرڈینیشن کونسل کا نام ''عوامی انقلاب کوآرڈینیشن کونسل'' ہوگا۔

۷۔ ''عوامی انقلاب کوآرڈینیشن کونسل'' کی تشکیل حسب ذیل ہوگی:

i۔ تحریک کے یوسی ناظم اور نائب ناظم ii ۔PAT کے یوسی صدر اور جنرل سیکرٹری iii۔ دیگر فورم کے یوسی ناظم

نوٹ (۱) تحریک یوسی ناظم یا PAT کا یوسی صدر عوامی انقلاب کونسل کا سربراہ ہوگا اور سربراہ کوآرڈینیشن کونسل کہلائے گا۔

(۲) تمام کنونیئر بلحاظ عہدہ ''عوامی انقلاب کوآرڈینیشن کونسل'' کے ممبران ہوں گے۔

۸۔ پہلے سے مروجہ مصطفوی کارکن، نقباء اور انقلابی جانثار کا عوامی نام بالترتیب کنونیئر، نگران اور ممبران ہوگا۔

۹۔ تحصیلی تنظیمات کو ہدایت کی جاتی ہے کہ فوری طور پر یونین کونسل کے تمام مصطفوی کارکنان کا اجلاس بلائیں اور حسب ذیل امور کو ترتیب سے مکمل کریں:

(۱) یونین کونسل کا ناظم ایسا فعال شخص منتخب کریں جو (1110) افراد کے سیٹ اپ کو مکمل فعال کر سکے۔

(۲) یونین کونسل کو 10 حصوں میں (300 گھروں کی اوسط تعداد کے مطابق) تقسیم کریں اور ہر حصے میں ایک فعال مصطفوی کارکن کو ''عوامی انقلاب کونسل'' کا کنونیئر مقرر کریں۔

(۳) نگران کو 10 ممبران مکمل کرنے کا فوری طور پر ہدف دے دیا جائے۔

عوامی انقلاب کونسل کی ذمہ داریاں

عوامی انقلاب کونسل کے کنونیئر اپنے نگرانوں سے مل کر حسب ذیل فرائض سرانجام دیں گے:

i۔ کنونیئر اپنے 10 نگران مکمل کرے گا۔ نگرانوں کا تعین کرتے ہوئے ترجیحاً تمام طبقات زندگی، اساتذہ، تاجر، وکلاء، مزدور، کسان اور علماء کی نمائندگی رکھی جائے۔

ii۔ وارڈ/ محلّہ/ گاؤں کے گھروں کی تعداد کو 30,30 گھروں کے یونٹ میں تقسیم کریں اور ہرنگران میں ایک یونٹ تقسیم کردیا جائے۔

iii۔ 3,3 نگرانوں پر مشتمل ڈور ٹو ڈور دعوت کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور فوری طور پر دعوت کا آغاز کردیا جائے۔ iv۔ ہرنگران نے اپنے اپنے 10 ممبران مکمل کرنے ہیں۔

عوامی انقلاب کونسلز کے لئے رجسٹریشن

عوامی انقلاب کونسلز کی ممبر سازی کے لئے عوامی مقامات پر کیمپ لگائے جائیں اور رجسٹریشن کے عمل کو تیز کیا جائے۔

☆ ذیل میں دو عدد پروفارمہ جات کے نمونے دیئے جارہے ہیں۔ ایک پروفارمہ کے مطابق یونین کونسل میں قائم شدہ عوامی انقلاب کونسلز کا ریکارڈ مکمل کرکے مرکز بھجوائیں۔ دوسرا پروفارمہ کنونیئر اور نگران کے لئے ہے۔ جس میں کنونیئر اپنے نگرانوں کا جبکہ نگران اپنے ممبران کا ریکارڈ رکھیں گے۔ (یہ پروفارمہ جات تنظیمات کو ارسال کردیئے گئے ہیں)

(نمونہ پروفارمہ) کوائف عوامی انقلاب کونسل

نگران/ کنونیئر عوامی انقلاب کونسل

نام سربراہ۔۔۔ ولدیت۔۔۔۔۔۔ پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فون نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تاریخ۔۔۔۔۔۔ گاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یونین کونسل۔۔۔۔۔۔ تحصیل۔۔۔۔۔۔۔ ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	پتہ	فون نمبر	PTCL نمبر	ای میل

☆ کنونیئر سے مراد عوامی انقلاب کونسل کا سربراہ (سابقہ ڈھانچہ کے مطابق مصطفوی کارکنان)

☆ نگران سے مراد عوامی انقلاب کونسل کے ممبران (سابقہ ڈھانچہ کے مطابق نقباء)

☆ ممبران سے مراد وہ عوام الناس جنہیں نگران، ممبر بنائیں گے (سابقہ ڈھانچہ کے مطابق انقلابی جانثاران)

(نمونہ پروفارمہ) کوائف عوامی انقلاب کونسلز (یونین کونسل)

نمبر شمار	وارڈ/ گاؤں/ محلّہ	نام کنونیئر	پتہ	فون نمبر	PTCL نمبر	ای میل

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن، لاکھوں مہاجرین کی آبادکاری اور ریلیف کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

اجتماعی اعتکاف 2014ء کی منسوخی کا اعلان

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پاکستان آمد کے بعد ایک پریس کانفرنس کے ذریعے شمالی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن ''ضربِ عضب'' کو ضربِ حق قرار دیتے ہوئے قوم کو تاکید کی ہے کہ وہ نہ صرف اس فوجی آپریشن کی حمایت کرتے ہوئے پاک فوج کے حوصلوں کو بڑھائیں بلکہ شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرنے والے لاکھوں عام شہریوں کو آباد کرنے اور انہیں ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں۔

اس سلسلے میں انہوں نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام عرصہ 22 سال سے جاری اجتماعی اعتکاف کو امسال منسوخ کیا جاتا ہے اور اس اجتماعی اعتکاف پر آنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات کو ان نقل مکانی کرکے آنے والے مجبور افراد کو رہائش اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے صرف کیا جائے گا۔ سنت اعتکاف کے طور پر اپنے اپنے علاقے کی مساجد میں کارکنان میں جو چاہیں اعتکاف کرسکتے ہیں البتہ تحریک منہاج القرآن اجتماعی طور پر جس شہرِ اعتکاف کا اہتمام کرتی ہے، امسال وہ منعقد نہیں ہوگا۔ اس سے قبل بھی 2010ء میں ملک میں آنے والے بدترین سیلاب کی وجہ سے ہم اپنی تمام تر مالی و افرادی قوت کو سیلاب زدگان کی امداد اور بحالی کے لئے صرف کرچکے ہیں۔

پاک فوج نے 20 کروڑ عوام کی جان و مال کی حفاظت کیلئے ضرب عضب کے نام سے جو عظیم آپریشن شروع کر رکھا ہے وہ آئینی، قانونی، ملی فریضہ کے ساتھ ساتھ شرعی طور پر بھی واجب ہے جس سے خارجی اور داخلی دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔ پوری قوم کو فوج کی نظریاتی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی حمایت کرنی چاہیے۔ رمضان المبارک کے چار جمعۃ المبارک پاک فوج سے اظہار یکجہتی کے لئے شام کے وقت پر امن ریلیاں نکالی جائیں گی۔ ان ریلیوں کا اختتام شہروں کے چوکوں میں عوامی افطاری کی شکل میں ہوگا۔ اس لئے تاجر، دوکاندار دستر خوان لگائیں اور پاک فوج سے اظہار یکجہتی کر کے ملی فریضہ ادا کریں۔ شمالی وزیرستان کے آئی ڈی پیز کیلئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے اور اعتکاف پر آنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات سے پہلے مرحلے میں فوری طور پر خوراک اور ادویات کے 25 ہزار پیکٹ بھیجے جارہے ہیں جس میں تمام ضروری اشیاء شامل ہوں گی۔ یہ تمام KPK حکومت اور آرمی کی مشاورت و رہنمائی سے تقسیم کئے جائیں گے۔ اس کے بعد ان مہاجرین کی بحالی کے لئے مزید ضروری اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ میں جلد IDPs کیمپس کا دورہ کروں گا۔ IDPS کے باعزت قیام اور باوقار بحالی کیلئے صوبائی حکومتوں کو امداد اور خیرات کی بجائے اپنے بجٹ میں فنڈز مختص کرنے چاہئیں تاکہ وہ لوگ بغیر کسی مشکل و پریشانی کے حالات و موسمی تغیرات کا مقابلہ کرتے ہوئے باعزت زندگی گزار سکیں۔ اللہ رب العزت اس مشکل گھڑی میں ہمیں اپنے ان مہاجر بھائیوں کی مدد کرنے اور ملکی سلامتی و استحکام کیلئے اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

معمولات و وظائف رمضان المبارک

رمضان المبارک کے سعادت بھرے شب و روز سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے بتائے ہوئے مندرجہ ذیل معمولات کو باقاعدگی سے اپنے شب و روز کا حصہ بنائیں:

1۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔ 2۔ مکمل نماز تراویح باجماعت ادا کریں۔

3۔ سحری کھانے سے قبل نماز تہجد ادا کریں۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات ہیں۔

4۔ حتی الامکان فضائل و برکات والی دیگر نفلی نمازیں ادا کریں۔ مثلاً

☆ نماز اشراق: اس کا وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 6 رکعات ہیں۔

☆ نماز چاشت: اس کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہوجانے پر ہوتا ہے۔ جب طلوع آفتاب اور آغاز ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لئے افضل وقت ہے۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات ہیں۔

☆ نماز اوابین: یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے جو کم از کم 2 طویل رکعات یا 6 مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ بیس 20 رکعات پر مشتمل ہے۔

5۔ روزانہ خشوع و خضوع اور تدبر کے ساتھ قرآن حکیم مع ترجمہ ''عرفان القرآن'' کی تلاوت کریں۔

6۔ درج ذیل وظائف روزانہ ایک ایک ہزار مرتبہ پڑھیں:

☆ درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِه وَاَصْحَابِه وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

☆ استغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

☆ کلمہ طیبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

7۔ پہلے عشرے میں ہر نماز کے بعد رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُالرَّاحِمِيْنَ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

8۔ دوسرے عشرے میں ہر نماز کے بعد اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

9۔ تیسرے عشرے میں ہر نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

10۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے شب قدر میں درج ذیل دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

لہٰذا آخری عشرے کے ہر طاق رات میں کثرت کے ساتھ اس کا ورد کریں۔

11۔ علاوہ ازیں ہماری کتاب ''الفیوضات المحمدیۃ'' میں درج فرض نمازوں کے بعد کئے جانے والے بقیہ وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور ہر فرض کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کی ایک تسبیح کریں۔ آیۃ الکرسی اور مذکورہ بالا استغفار پڑھیں۔

12۔ رحمتوں اور سعادتوں بھرے اس مہینے میں کثرت کے ساتھ صدقات و خیرات کو اپنا معمول بنائیں اور محتاجوں و ضرورت مندوں کی مدد کریں۔

دعا ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہماری توفیقات میں اضافہ ہو۔ آمین

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں خصوصی شرکت

گذشتہ ماہ مئی 2014ء میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منیلا، فلپائن میں ہونے والے ورلڈ اکنامک فورم 2014ء کے اجلاس میں شرکت کی۔ اس موقع پر آپ نے فورم کے تحت تین اہم ترین سیشنز میں بطور خاص شریک ہوئے۔ اس دوران انہوں نے اس دوران انہوں نے مختلف سرکاری حکام، وزراء اور نامور عالمی قائدین سے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی اس فورم میں شرکت کے دوران کی مصروفیات کا اجمالی خاکہ نذرِ قارئین ہے:

☆ ورلڈ اکنامک فورم کے زیر اہتمام پوری دنیا سے علمی وفکری محاذوں پر سرگرم نامور شخصیات کو مختلف عالمی معاملات اور ایشوز پر اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو بھی ورلڈ اکنامک فورم میں مختلف ایشوز پر اظہار خیال کے لئے خصوصی دعوت دی گئی۔ فورم کے زیر اہتمام محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے Designing solutions to disruption: Civic engagement AS a way forward کے عنوان سے منعقدہ پہلے سیشن میں حصہ لیا اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایشیائی خطہ کی بہتری کے لئے مستقبل کے متعدد معاشی اور معاشرتی منصوبوں پر مشتمل آئیڈیاز دیئے۔ اس موقع پر انہوں نے عدم مساوات کی بناء پر معاشرے میں ناقابل قبول تقسیم کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ معاشرتی مسائل کے حل کے لئے روایتی سوچ کے بجائے انقلابی فکر اور طرزعمل کو اپنانا ہوگا۔ سوسائٹی کے مسائل کے حل کے لئے افرادمعاشرہ کے تعاون سے تعمیری حل کی طرف بڑھنا ہوگا۔ حکومت اور افراد معاشرہ کا باہمی تعاون کرپشن، اشرافیہ میں ارتکازِ قوت و دولت اور نااہلیت کا سدباب کے لئے ناگزیر ہے۔ مستقبل میں پیش آمدہ مسائل کا حل اور نتیجہ خیز کامیابی حکومتی معاملات میں عوامی شراکت اقتدار سے ہی ممکن ہے۔

☆ Leveraging Growth for equitable progress کے عنوان سے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ورلڈ اکنامک فورم کے تحت منعقدہ دوسرے سیشن میں شرکت کی۔ اس سیشن میں آپ نے زیر بحث معاملہ پر معاشرت، معیشت اور سیاست کے متعدد حوالہ جات کے ساتھ ٹھوس اور مدلل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہر ملک وقوم میں اشرافیہ کی طرف سے ہونے والی ناانصافیاں عالمی خوشحالی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ یہ ان موثر طبقات کی ناانصافیاں ہی ہیں جنہوں نے پچھلی چند دہائیوں میں امیروغریب اور ترقی یافتہ وترقی پذیر ممالک کے درمیان فرق کئی گنا بڑھادیا ہے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اس موقع پر ایک نئے سوشل کنٹریکٹ (عمرانی معاہدہ) کا تصور پیش کرتے ہوئے اسے وقت کی ضرورت قرار دیا جو انسانیت کے لئے بہترین خدمت سرانجام دینے کا موجب بنے۔

اس سیشن میں ملک وقوم کی بہتری کے لئے سیاست کے کردار کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے آئین پاکستان کی مثال پیش کی کہ 1973ء میں آئین پاکستان کو حقیقی اسلامی اصولوں پر تشکیل دیا گیا۔ جس میں

معاشرتی انصاف اور بنیادی حقوق کی فراہمی کو ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں اور ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔ آئین کے آرٹیکلز اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ آئین پاکستان عوامی پاکستان کے حقوق کا محافظ ہے۔ متعدد حکومتوں نے آئین میں درج ان حقوق کو دینے کا اعلان اور دعویٰ کیا مگر وہ یہ حقوق اور سہولیات عوام الناس تک پہنچانے میں ناکام رہیں۔ دین اسلام بغیر کسی مذہبی و علاقائی تقسیم کے ہر ایک کے لئے بنیادی حقوق کی فراہمی کا حکم دیتا ہے۔ دین اسلام ایک متوازن دین ہے جو عدم مساوات اور ناانصافیوں کا ہر سطح اور ہر قیمت پر قلع قمع کرنا چاہتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے اچھی روایات اور تعلیمات کو آگے بڑھائیں خواہ وہ روایات و تعلیمات کسی بھی مذہب، طبقہ، قوم و ملک کی طرف سے پیش کی گئی ہوں۔

☆ Transparency for Growth and inclusion کے عنوان سے منعقدہ ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس کے تیسرے سیشن میں بھی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ اس سیشن میں انہوں نے شفافیت کی ضرورت، اہمیت، تقاضے اور قابل عمل حل پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شفافیت اور احتساب کسی بھی اچھی حکومت کے قیام کی بنیادی شرائط ہیں۔ شفافیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عوامی نمائندگان اور حکومتی مشینری کے مابین، حکومت کی کارکردگی کا حقیقی معلومات پر مشتمل تجزیہ سامنے آئے۔ قومی و بین الاقوامی تجارت کے ذمہ داران بھی وسعت ظرف، شفافیت اور احتساب کا ماحول اپنے ہاں پیدا کریں۔ اس صورت ملک و قومیں ترقی کی معراج تک پہنچتی ہیں۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی ورلڈ اکنامک فورم 2014ء کے اجلاس میں شرکت نہایت ہی کامیابی کی حامل رہی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے بین الاقوامی وفود سے ملاقات کے دوران انہیں منہاج القرآن انٹرنیشنل اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی سطح پر بین المذاہب و بین المسالک ہم آہنگی، رواداری، امن، تعلیم، فلاح عام کے فروغ کے لئے کی جانے والی خدمات سے متعارف کروایا، جملہ شرکاء نے ان خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے عالم انسانیت کے لئے نیک شگون قرار دیا۔

﴿فکر و تدبر﴾

مذہب ہمیشہ اپنے اندر انقلابی روح مستور رکھتا ہے اور یہ مذہب کے روبہ ترقی انقلابی رجحانات ہی ہوتے ہیں جو اس کو کسی مروجہ نظام فکر کے خلاف فتح دیتے ہیں۔ انسانی فکر کی ہمیشہ سے یہی درماندگی رہی ہے کہ وہ مذہب کی انقلابی نوعیت کو فراموش کر دیتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ پیغمبر دنیا کی سب سے زبردست انقلاب انگیز ہستیاں ہوتی ہیں جنہوں نے ہمیشہ ایسے نظام فکر و عمل کے خلاف جہاد کیا ہے جو امتدادِ زمانہ سے انسانی ترقی کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ فکر و تدبر کا فقدان اور قہر الٰہی کا نزول ایک ہی کیفیت کے دو مختلف نام ہیں۔ قدرت کی طرف سے پوری پوری مہلت مل چکی ہو لیکن انسان خواب غفلت سے نہ چونکے اور جب گرفت کا وقت سر پر آجائے اس وقت دعاؤں، التجاؤں، فکر و عمل سے چاہے کہ تباہی کا لمحہ قلیل عرصے کے لئے ٹل جائے، اس وقت امیدیں بر نہیں آیا کرتیں۔ قہر الٰہی کے نزول کا وقت آجانے پر وقت کی پکار کوئی بھی نہیں سن سکتا اور اگر ان آخری لمحوں میں سن بھی لے تب بھی گرفت کا وقت نہیں ٹلا کرتا۔

چراغِ انقلاب جلانے کے واسطے قطرہ قطرہ لہو ہمارا حاضر ہے

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

ہمارا عزم، ہمارا کام تعلیم، صحت، فلاح عام

آپ کی زکوٰۃ غریبوں اور محتاجوں کی زندگی بدل سکتی ہے

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے جاری منصوبہ جات

- 650 سکولز
- 75 فری ڈسپنسریز
- آغوش (Orphan Care Home)
- اجتماعی شادیاں (892)
- 45 شہروں میں ایمبولینس سروس
- فراہمی آب کا منصوبہ (Water Pump Installation)
- قدرتی آفات کے متاثرین کی بحالی
- متاثرین تھرپارکر کی بحالی
- ویمن ڈویلپمنٹ پروجیکٹ
- بیت المال کے ذریعے غریبوں کی مالی امداد

آیئے اس کار خیر میں حصّہ ڈالیے

آپ اپنی زکوٰۃ **منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن** کے

فریڈم اکاؤنٹ نمبر **01977900163103** حبیب بینک لمیٹڈ (فیصل ٹاؤن برانچ، لاہور)

میں بذریعہ آن لائن، چیک یا ڈرافٹ جمع کرا سکتے ہیں۔

رابطہ: **منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن** 366۔ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 0092-42-35168365 فیکس: 0092-42-35168184 e-mail:info@welfare.org.pk www.welfare.org.pk